بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

Regd. No. P. 67

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید
وپائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم افتاد

شرح چندہ
سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپے
ممالک غیر ۲۰ روپے
فی پرچہ ۲۵ نئے پیسے

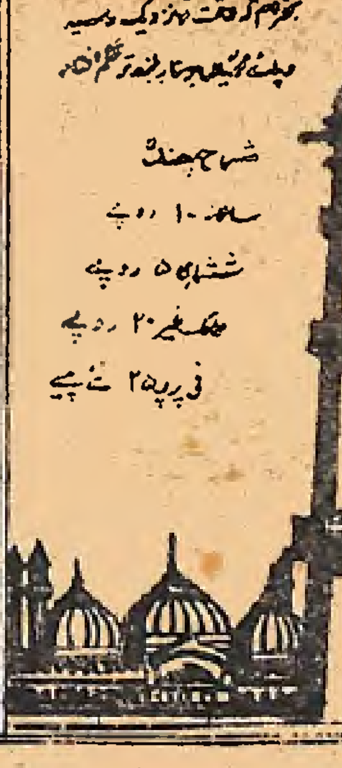

ہفت روزہ
بدر قادیان
The Weekly Badr Qadian
جلد ۱۹
شمارہ ۱۵
ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر: خورشید احمد انور

۲ صفر ۱۳۹۰ھ — ۹ شہادت ۱۳۴۹ ہش — ۹ اپریل ۱۹۷۰ء

حضور ایدہ اللہ مغربی افریقہ کیلئے ربوہ سے روانہ ہو گئے

قادیان ۷ شہادت (اپریل)۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مجوزہ سفر مغربی افریقہ کے سلسلہ میں مورخہ ۴ شہادت کو اطلاع موصول ہوئی کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ آج ربوہ سے لاہور روانہ ہو گئے اس سفر میں حضور انور پہلے لاہور سے کراچی اور پھر کراچی سے بذریعہ طیارہ جنیوا۔ زیورک (سوئٹزرلینڈ) اور پھر وہاں سے لیگوس۔ نائیجیریا مغربی افریقہ تشریف لے جائیں گے۔ حضور کا مغربی افریقہ کے سات ممالک کا یہ دورہ دو ماہ سے زائد عرصہ کا ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے محبوب آقا کو ہر جگہ صحت و سلامتی کے ساتھ رکھے اور سفر و حضر میں ہر آن حضور کا حافظ و ناصر ہو اور مجوزہ پروگرام نہایت کامیابی اور بامرادی کے ساتھ پورا کرنے کے سامان کرے اور بخیر فائز المرامی کیساتھ واپس ربوہ لائے آمین۔

قادیان ۷ شہادت۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں الحمد للہ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ایک عظیم انقلاب رونما ہونا مقدر تھا

ہم اس انقلاب عظیم کے ایسے دور میں داخل ہو چکے ہیں

جس میں غیر معمولی رنگ میں آسمان کے فرشتوں کا نزول شروع ہو چکا ہے

ربوہ میں جماعت احمدیہ کی ۵۱ ویں مجلس مشاورت کا آغاز اور حضرت اقدس امیر المومنین کا ایمان پرور افتتاحی خطاب

ربوہ ۲۸ امان۔ ۲۷ امان ۱۳۴۹ ہش مطابق ۲۷ مارچ ۱۹۷۰ء بروز جمعۃ المبارک ۴ بجے سہ پہر ایوان محمود (ہال خدام الاحمدیہ مرکزیہ) میں جماعت احمدیہ پاکستان کی ۵۱ ویں مجلس مشاورت اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعاؤں کے درمیان شروع ہو گئی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پروگرام کے مطابق ۴ بجے سہ پہر "ایوان محمود" میں تشریف لاکر پُرسوز اجتماعی دعا اور ایک نہایت ایمان افروز تفصیلی خطاب کے ساتھ مجلس شوریٰ کا افتتاح فرمایا۔ افتتاحی اجلاس میں جو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی زیر صدارت ۴ بجے سہ پہر سے شام چھ بجے کے بعد تک جاری رہا۔ ایجنڈے پر غور و فکر اور اس میں درج شدہ تجاویز کے بارہ میں سفارشات مرتب کرنے کے لئے تین سب کمیٹیوں کا تقرر عمل میں آیا۔

نمائندگان کرام کے ہال میں مقررہ نشستوں پر بیٹھنے کے بعد حضور ایدہ اللہ ۴ بجے سہ پہر ایوان محمود میں تشریف لائے۔ جملہ نمائندگان نے احتراماً کھڑے ہو کر حضور کا استقبال کیا۔ حضور کے صدر جگہ پر رونق افروز ہونے کے بعد شوریٰ کے افتتاحی اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا جو حضور ایدہ اللہ کے ارشاد کی تعمیل میں محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ناظم ارشاد وقف جدید نے کی۔

تلاوت قرآن مجید کے بعد حضور نے مجلس شوریٰ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا دعا کے ساتھ اس شوریٰ کو ہم شروع کریں گے اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی ذہانت اپنی فراست اور اپنے اخلاص کا نچوڑ اور مجھے بھی اپنی ذہانت اپنی فراست اپنے عزم اور اپنی ہمت کا نچوڑ اپنے رب کے حضور پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائے، وہی ہمارا راہبر و ہادی بنے اور ہمیں اپنی تائید و نصرت سے نوازے۔ ان مختصر دعائیہ کلمات کے بعد حضور نے ایک پُرسوز اجتماعی دعا کرائی جس میں جملہ نمائندگان کرام اور دیگر حاضرین شریک ہوئے۔ اس طرح مجلس شوریٰ کا افتتاح اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ و متضرعانہ دعاؤں کے ساتھ عمل میں آیا۔

دعا سے فارغ ہونے کے بعد حضور نے نمائندگان کو ایک نہایت ایمان افروز تفصیلی افتتاحی خطاب سے نوازا جو قریباً ایک گھنٹہ تک جاری رہا۔ حضور نے تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند جلیل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ دنیا میں ایک عظیم روحانی و جسمانی انقلاب رونما ہونا مقدر تھا۔ یہ انقلاب آپ کی بعثت کے بعد اول دن سے ہی رونما ہوتا چلا آ رہا ہے۔ ہم اس عظیم انقلاب کے بروئے کار آنے کے سلسلہ میں مختلف ادوار میں سے گزرے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اب ہم اس انقلاب عظیم کے ایک نئے دور میں داخل ہو چکے ہیں جس میں غیر معمولی رنگ میں آسمان کے فرشتوں کا نزول شروع ہو چکا ہے۔ جس طرح پھل پکنے پر درختوں کی ٹہنیوں کو ہلایا جاتا ہے اور ٹہنیوں کو ہلانے کے نتیجہ میں پھل زمین پر گرنے لگتے ہیں اسی طرح اب یوں محسوس ہو رہا ہے کہ آسمان سے فرشتے نازل ہو ہو کر اطراف و جوانب عالم میں لوگوں کے دلوں کو ہلا رہے ہیں۔ پکے ہوئے پھل گر رہے ہیں اور دنیا ان سے فیضیاب ہو رہی ہے بکثرت ایسے آثار ظاہر ہو رہے ہیں جو اس امر کے آئینہ دار ہیں کہ اس نئے دور میں ملائکۃ اللہ تیز حرکت میں ہیں اور ان کی روحانی تاثیرات روز بروز نمایاں سے نمایاں تر ہوتی جا رہی ہیں۔ جہاں ملائکہ کا یہ نزول اور ان کی روحانی تاثیرات ہمارے لئے خوشی کا موجب ہیں وہاں ہمیں یہ امر فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ جب ملائکہ میں غیر معمولی حرکت ہو تو الٰہی جماعتوں کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونا ضروری ہوتا ہے۔

حضور نے اس مرحلہ پر اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی تائید و نصرت کے متعدد و ایمان افروز واقعات بیان فرمائے جو اس امر کے آئینہ دار تھے کہ کس طرح ملائکہ میں غیر معمولی حرکت کی وجہ سے بیرونی ممالک اور بالخصوص عرب علاقوں میں بعض ذی اثر لوگوں کے دل حق کی طرف کھنچے چلے آ رہے ہیں اور وہ قبول صداقت کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔ یہ سب تازہ واقعات اس قدر ایمان افروز اور روح پرور تھے کہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے ان درخشندہ نشانوں پر حاضرین کے دل اللہ تعالیٰ کی حمد سے لبریز ہو گئے۔ اور وہ مسرت سے جھوم اٹھے۔ تائید و نصرت الٰہی کے ان تازہ واقعات کے تذکرہ کے بعد حضور نے احباب کو اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ ملائکہ میں تیز حرکت کے یہ آثار اور ان آثار کے نتیجہ میں مختلف اقوام کی سعید روحوں کا حق کی طرف یہ ایمان افروز میلان علامت ہے اس روحانی پیاس کی جو آج ہر طرف لوگوں کو لگی ہوئی ہے۔ حضور نے فرمایا فرشتوں نے حرکت میں آکر پیاس لگا دی ہے اب اس پیاس کو بجھانا اور حق کی متلاشی روحوں کو سیراب کرنا آپ کا کام ہے۔ فرشتوں کا کام تھا کہ وہ حرکت پیدا کریں سو انہوں نے وہ حرکت پیدا کر دی ہے اور برابر کر رہے ہیں اب آپ کا کام ہے کہ لوگوں کی اس پیاس کو بجھانے کا سامان کریں۔

اس ضمن میں حضور نے ایک منصوبہ پریس کے قیام اور کسی نہ کسی بیرونی ملک میں ایک براڈ کاسٹنگ سٹیشن کے قیام کی اہمیت پر

(باقی دیکھیں صفحہ ۱۱ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان ـــــــ مورخہ ۹ شہادت ۱۳۴۹ ہش

خدا کا رحم ہونے کو ہے محمود
تغیّر ہو رہا ہے آسماں میں

اخبار پرتاپ جالندھر کی ایک خبر :-

"نئی دہلی - ۲۵ مارچ - یونیورسٹی کے ایک سائینس دان شری سودیش کمار نے کھلے بتایا ہے کہ انہوں نے کل تڑکے دہلی کے اوپر ایک دُمدار تارا دیکھا جس کی دُم دو فٹ لمبی تھی اور اس کی روشنی بعد تیز تھی۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ آسمان میں دھرو تارا نظر آنا بہت منحوس ہوتا ہے۔ ایک اور اطلاع کے مطابق سنگل دار تڑکے بلاسپور میں بھی کچھ لوگوں نے دُمدار تارا دیکھا جس کی چمک اور دم کچھ لمحے نظر آتی رہی" (پرتاپ جالندھر ۲۶ مارچ)

چند روز بعد اسی اخبار میں گیانی اجیت سنگھ گل جیوتشی ماہر سیارگان کا ایک مختصر مضمون بعنوان ـــ "یہ دُمدار ستارہ" شائع ہوا۔ اس میں وہ لکھتے ہیں :-

"ان دُمدار ستاروں کو منحوس تصوّر کیا جاتا ہے۔ یہ بات کہاں تک صحیح ہے مجھے اس کا تجربہ نہیں ہے ..... ویسے پچھلی تاریخ کو دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ جب کبھی کوئی دُمدار ستارہ دیکھا گیا ہے تو ان ہی دنوں میں کوئی نہ کوئی اچانک سانحہ ضرور ہی پیش آیا ہے اور تاریخ میں سیاہ حاشیوں یا سیاہ اوراق کا اضافہ کر گیا ہے۔ سابقہ تاریخ کو چھوڑئیے انہی دنوں کے اثرات پر غور کیجئے۔ گجرات میں زلزلہ آیا۔ اب ترکی میں زلزلہ آیا ہے کمبوڈیا میں ہلچل مچی۔ مغربی بنگال میں راج پلٹا۔ اور راشٹرپتی راج لاگو ہو گیا۔ پنجاب کی سیاست میں بڑے دھماکے ہوئے۔ غرضیکہ ہندوستان کے کسی بھی پرانت میں شانتی نہیں ملتی اور یہ سب دھماکے اور سانحے ان تین گزرے ہفتوں میں ہی ظہور پذیر ہوئے ہیں"

(پرتاپ جالندھر یکم اپریل)

قادیان اور اس کے مضافات میں ۲۳ مارچ سے یہ دُمدار ستارہ صبح صادق کے وقت مشرق کی طرف روزانہ ہی دیکھا جا رہا ہے۔ کسی ستارہ یا دیگر اجرام فلکی کے بذات خود سعد و نحس (بابرکت یا منحوس ہونے) کے تو ہم قائل نہیں کیونکہ یہ سب قادر و توانا خدا کی قدرتوں کے مختلف النوع کرشمے ہیں۔ بیشک قادرِ مطلق خدا ایسا اوقات انذار و تبشیر کے رنگ میں ان کے ذریعہ بعض قسم کے انقلاباتِ عظیمہ کی خبر دیتا ہے تا اہلِ ارض اس قدرتی اشارہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ذاتی اصلاح کی طرف متوجّہ ہوں۔ چنانچہ حدیث میں وارد ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کے صاحبزادے حضرت ابراہیمؑ کی وفات کے روز سورج گرہن ہوا۔ اس موقعہ پر بعض لوگوں نے کہنا شروع کر دیا کہ ابراہیم کی وفات کے سبب سورج کو گرہن لگا ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم کو علم ہوا تو حضورؐ نے ایک خصوصی خطاب کے ذریعہ اس وہم کی تردید کرتے ہوئے واضح فرمایا کہ سورج اور چاند خدا کی قدرت و شان کے عظیم مظاہر ہیں۔ کسی کی موت و حیات کے سبب انہیں گرہن نہیں لگتا۔ البتہ جب گرہن دیکھو تو نماز پڑھو اور دعاؤں میں لگ جاؤ۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کی اس وضاحت سے اس طرف لطیف اشارہ ملتا ہے کہ گو سورج اور چاند کے گرہن کے قدرتی عوامل اور ہی ہیں لیکن نیرّین کا گہنا جانا اہلِ ارض کو اس طور پر غور و فکر کی دعوت ضرور دیتا ہے کہ چاند اور سورج کے سامنے خاص قسم کے حجاب حائل ہو جانے کے سبب نیرّ اللیل یا نیرّ النہار کی روشنی سے زمین محروم ہو جاتی ہے۔ اگرچہ ایسے حجاب کو دور کر کے روشنی بہم آجانا اہلِ ارض کے اپنے اختیار میں نہیں لیکن انسانی زندگی میں بے شمار ایسے مواقع آتے ہیں کہ اس کے دل کی زمین انوارِ الٰہیہ کا مہبط بن سکتی ہے۔ بشرطیکہ وہ ذرا سی ہمت کر کے ان حجابات کو دُور کر دے جو درمیان میں حائل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت ہادیٔ کامل صلے اللہ علیہ وسلّم نے گرہن کے وقت نماز ادا کرنے اور دعاؤں میں لگ جانے کی تلقین فرمائی ہے۔ اور یہ صورت منجملہ ان مساعی کے ہے جو انسان حجاباتِ نفسانی کو دور کرنے کے لئے عمل میں لا سکتا ہے اور گرہن کے تغیرِّ عظیم سے عبرت و موعظت پکڑتے ہوئے توبہ و استغفار کے ذریعہ اصلاحِ نفس کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔

کسوف و خسوف کے وقت یہ ایک عمومی ہدایت ہے لیکن جہاں تک ہمارے اس زمانہ کا تعلق ہے ـــــ ایک خاص موقع پر سورج اور چاند گرہن کو احادیث میں حضرت مہدی معہودؑ کے ظہور کی شہادت قرار دیا گیا ہے۔ اس پیشخبری میں بھی یہی خیر خواہی کارفرما ہے کہ جب افقِ آسمان پر ایسا واضح نشان ظاہر ہو تو اہلِ ارض کو اپنی اصلاح کی طرف متوجہ ہو جانا چاہیئے۔ چنانچہ جب مقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے ۱۸۹۰ء میں مہدیٔ معہود و مسیح موعود ہونے کا دعوےٰ ہو چکا تو اس کے بعد مطابق اخبارِ نبوی دنیا کے دونوں حصوں مشرق و مغرب میں علی الترتیب ۱۸۹۴ء اور ۱۸۹۵ء میں رمضان شریف کے مہینہ میں مقررہ تاریخوں پر سورج اور چاند کو گرہن لگا۔ جس سے نہ صرف یہ کہ مقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے دعوئے مہدویت کی صداقت ثابت ہو گئی بلکہ بیک وقت اسی سے خدا کی ہستی کا زبردست ثبوت بھی ملا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی صداقت بھی روزِ روشن کی طرح ثابت ہو گئی۔

اخبارِ نبوی میں جہاں سورج اور چاند گرہن کو حضرت مہدی علیہ السلام کی صداقت کا نشان اور عظیم آسمانی گواہ قرار دیا گیا ہے وہاں مہدی علیہ السلام کے ظہور سے قبل دُمدار ستارے کے طلوع ہونے کی بھی خبر یں دی گئی ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے :-

عَنْ کَعْبٍ قَالَ یَطْلُعُ مِنَ الْمَشْرِقِ قَبْلَ خُرُوْجِ الْمَهْدِیِّ نَجْمٌ لَهٗ ذَنَبٌ اَخْرَجَهٗ اَبُوْ نُعَیْمٍ

(اقتراب الساعۃ ص۱۰۶)

یعنی مہدی کے ظہور سے پہلے ایک دُمدار ستارہ مشرق سے طلوع کرے گا

اسی طرح لکھا ہے کہ :-

یَخْرُجُ بِهٖ عَلَامَاتٌ اَوَّلُهَا طُلُوْعُ الْکَوْکَبِ ذِی الذَّنَبِ (بحار الانوار جلد ۱۳ ص۱۷۱)

یعنی مہدی کے ظہور کی علامات میں سے پہلی علامت دمدار ستارے کا نکلنا ہے

اب قدرت کا عجیب کرشمہ ملاحظہ ہو کہ ۱۸۹۰ء میں سچے مہدی علیہ السلام کے ظہور سے قبل جس دُمدار ستارے کے طلوع کی خبر احادیث نبوی میں دی گئی تھی وہ وقت پر ۱۲۹۹ھ مطابق ۱۸۸۲ء میں نکل آیا اور دنیا نے اس کا مشاہدہ کر لیا۔

نواب صدیق حسن خاں صاحب اپنی کتاب اقتراب الساعۃ میں اس امر کی تائید و تصدیق کرتے ہوئے اس میں ایک اور بات کا اضافہ کر کے لکھتے ہیں :-

"الساعۃ میں لکھا ہے کہ تارے دمدار سرخی وسیاہی تو ہو چکی انتہا۔ میں کہتا ہوں اگرچہ ہو چکی مگر اب پھر ہوتی ہے گویا یہی کثرت دلیل ہے قُربِ ظہور پر (ص۶۷)

نواب صاحب کے اضافی نکتہ سے یہ بات واضح ہو گئی کہ کسی نشان کا بہ تکرار ظہور پذیر ہونا اس کی صحت اور اہمیت کو ظاہر کرتا ہے۔ یا بالفاظِ دیگر قدرتِ حق کی طرف سے بنی نوعِ انسان کو بار بار جھنجھوڑ دے کر گویا ان پر اتمامِ حجت کی جاتی ہے۔ (باقی ص۱۱ پر)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ مغربی افریقہ کے سفر پر تشریف لے گئے

احباب ان ایام میں خصوصیت سے دعائیں کریں اور صدقات دیں

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ

۴ شہادت ۱۳۴۹ ہش سے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہٖ کا مغربی افریقہ کے لئے دورہ شروع ہو چکا ہے۔ حضور انور مغربی افریقہ کے سات ممالک کا دورہ فرمائیں گے۔ اور یہ دورہ دو ماہ سے زاید عرصہ پر مشتمل ہوگا۔ احباب جماعت اپنے پیارے امام کے اس دورہ کے بابرکت ہونے کے لئے ان ایام میں خاص طور پر دعائیں کرتے رہیں۔ اور خصوصیت کے ساتھ اس دعا کا ورد جاری رکھیں اَللّٰھُمَّ اَیِّدْ اِمَامَنَا بِرُوْحِ الْقُدُسِ تاکہ خدا تعالےٰ کے فضل اور اس کی توفیق سے مغربی افریقہ کے احبابِ جماعت اخلاص و ایثار کا اعلےٰ نمونہ اپنے پیارے امام کے حضور پیش کر سکیں اور غیر از جماعت افراد پر بھی نمایاں اثرات کا ظہور ہو۔

مقامی طور پر قادیان میں بھی صدقہ کی تحریک کی گئی ہے اس میں احباب نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے۔ ہندوستان کی تمام جماعتوں سے بھی میں درخواست کرتا ہوں کہ دعاؤں کے علاوہ وہ بھی اپنے یہاں صدقہ کی تحریک کریں اور پھر مقامی طور پر ہی اس رقم کو مستحقین میں تقسیم کر دیں۔ مرکز میں بھجوانے کی ضرورت نہیں

دعا ہے کہ خدا تعالےٰ حضور انور کے اس سفر کو ہر جہت سے بابرکت کرے اور سفر و حضر میں آپ کا ہر طرح حافظ و ناصر رہے اور اپنی تائید و نصرت کے شاندار نظارے ہمیں دکھائے۔ آمین

خطبہ جمعہ

رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم صفاتِ باری کے مظہرِ اتم، نورِ مجسم، مجددِ اعظم، معلّمِ اعظم اور انسانیت کے محسنِ اعظم ہیں

حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی جاودانی زندگی کا افاضۂ روحانی تاقیامت جاری ہے اور آپؐ کی پیروی ہر زمانہ میں زندگی بخش ہے

ہم نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی عظیم روحانی تجلیات کو خود مشاہدہ کیا ہے اس لئے ہم علیٰ وجہ البصیرت حقیقتِ محمدیہ کی معرفت پر قائم ہیں

ہمارے دل کی گہرائی۔ روح کی وسعتوں اور ہمارے جسم کے ذرّہ ذرّہ سے یہ آواز بلند ہوتی ہے کہ خاتم الانبیاء زندہ باد، ختم المرسلین زندہ باد

از سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۰ امان ۱۳۴۹ ہش مطابق ۲۰ مارچ ۱۹۷۰ء بمقام مسجد مبارک ربوہ

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

اس وعدہ کے مطابق کہ حضرت نبیٔ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو کوثر عطا ہوگا امّتِ محمدیہ میں کروڑوں اربوں ایسے فدائی اور جاں نثار اور کامل متبع پیدا ہوئے جنہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنے اپنے ظرف کے مطابق

حقیقتِ محمدؐیہ کی معرفت

عطا کی گئی تھی۔

حضرت نبیٔ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے عظیم روحانی فرزند کے طفیل ہم نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم تجلیاتِ روحانی مشاہدہ کیں۔ اور ہماری جماعت بھی ان خادموں اور غلاموں میں سے ہے جن پر حقیقتِ محمدیہ منکشف ہوئی اور جنہیں مقامِ محمدؐ کی معرفت عطا کی گئی اور وہ

علیٰ وجہ البصیرت ان باتوں پر قائم ہیں

اوّل یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم صفاتِ باری کے مظہرِ اتم ہیں۔ ہر نبی جو دنیا کی طرف مبعوث ہوا اور ہر وہ بزرگ متبع جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اپنی عظمت اور جلال کو قائم کیا وہ اپنے اپنے ظرف کے مطابق مظہرِ صفاتِ باری بنا۔ لیکن وہ ایک ہی تھے یعنی حضرت محمد مصطفےٰ خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کہ جنہوں نے پورے طور پر اپنے وجود میں ان صفاتِ باری کو جذب کیا۔ اور پھر اپنے وجود سے انہیں ظاہر کیا۔ یعنی جن صفات کا تعلق اس عالمین سے ہے آپؐ ان کا مظہر بنے۔ ہمارے نزدیک یہی ایک وجود ہے جسے حقیقی اور کامل عرفانِ شیونِ باری عطا ہوا اور جو

اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہرِ اتم ٹھہرے

اور پھر اس مقامِ محمدیت سے فیوض کی جو مختلف نہریں نکلتی ہیں اس نورِ مجسم سے نور کے جو مختلف ستون روحانی آسمانوں کی بلندیوں کی طرف اٹھتے ہیں ان کے ہی مختلف جلوے ہیں حضرت محمدؐ صلے اللہ علیہ وسلم کے متبعین کی ذات میں نظر آتے ہیں اور چونکہ آپ صفاتِ باری کے مظہرِ اتم تھے اس لئے ایک طرف اللہ تعالیٰ سے آپؐ کا پختہ تعلق تھا اور دوسری طرف آپؐ کا جو تعلق اس کے بندوں سے بنی نوعِ انسان سے تھا وہ بھی اتنا پختہ اور اتنا وسیع تھا اور اتنا عمیق تھا کہ ہمیں کوئی انسان اس میں آپؐ کا مقابلہ کرتا نظر نہیں آتا۔ بنی نوعِ انسان کی ہمدردی اور غمخواری ایک ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کی طرح ہمیں آپؐ کی ذات میں نظر آتی ہے۔ آپؐ نے صرف ان پر ہی نگاہ نہیں رکھی جو آپؐ کے گرد آپؐ کے زمانہ میں رہتے تھے جو پروانوں کی طرح آپؐ کے نور کے ساتھ لپٹے رہتے۔ اور آپؐ کی محبت میں آپؐ کے وجود کی چمک دیکھ کر آپؐ کے اس روحانی وجود کے گرد طواف کرتے رہتے تھے صرف ان پر ہی نگاہ نہیں رکھی اور ان کی ضرورتوں کو ہی نہیں سمجھا اور صرف ان کو ہی پورا کرنے کی کوشش نہیں کی بلکہ

یہ ایک حقیقت ہے

کہ آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات کا مظہرِ اتم اُس وقت سے بنا دیا تھا کہ ابھی آدم اس دنیا میں وجود پذیر نہیں ہوا تھا اور اُس وقت سے لے کر قیامت تک جتنے بھی انسان پیدا ہوئے ان سب پر آپؐ کی نگاہِ کرم تھی اور ان کی ضرورت کے مطابق آپؐ کا احسان ان لوگوں پر تھا

حضرت آدمؑ کے زمانہ میں

اُس وقت کی انسانی صلاحیت کے مطابق قرآنِ عظیم کا ایک حصہ انہیں عطا ہوا۔ اور جب انسان نے روحانی ترقی کے مزید مدارج طے کر لئے تو حضرت نوحؑ کے زمانہ میں اُن کے زمانہ کے مطابق اور حضرت ابراہیم کے زمانے میں ان کی ضرورت کے مطابق اور حضرت موسےٰؑ کے زمانے میں ان کی قوم کی اس زمانے کی صلاحیت کے مطابق انہیں قرآنِ کریم کے حصّے ملے۔ حضرت نبیٔ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانی آنکھ نے ان کے لئے جس چیز کی ضرورت محسوس کی اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے حکم سے وہی چیز ان کو عطا کر دی۔ آپؐ کی یہ مظہریت اتنی اتم اور اکمل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں آپؐ کے وجود کو ظلّی طور پر اپنا ہی وجود قرار دیا اور فرمایا

قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا (بنی اسرائیل آیت ۸۲)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ جَاءَ الْحَقُّ میں اَلْحَقّ سے مراد خدا تعالیٰ کی ذات بھی ہے اور

حضرت نبیٔ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا وجود

بھی ہے اور قرآنِ کریم کی شریعت و ہدایت بھی ہے پس حضرت نبیٔ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم صفاتِ باری کے مظہرِ اتم ہونے کے نتیجہ میں ہر پہلے اور پچھلے پر نظر رکھتے ہیں۔ اور ان کی جسمانی اور روحانی ضرورتوں کو پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور قرآن کے وہ حصے ان کو باذنِ الٰہی اور آنحضرت صلعم کے طفیل ملتے رہے جو ان کے مناسبِ حال تھے۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ کس عظیم شان کے تھے ہمارے محمد خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم وہ لوگ جنہیں حقیقتِ محمدیہؐ کا عرفان ہوا جانتے ہیں کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہی ایک ایسے انسان ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جاودانی حیات ملی ہے۔ ایک زندہ نبی، خدا کا پیارا نبی، صرف ہمارا یہ نبیوں کا سردار اور رسولوں کا فخر ہی ہے جسے دنیا محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کے نام سے جانتی ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اس جاودانی زندگی کا ہمیں اس سے پتہ لگتا ہے کہ اس پاک

ختم المرسلین کا افاضۂ روحانی

قیامت تک جاری ہے اور آپؐ کی پیروی ہمیشہ ہی ہر زمانے میں اور ہر نسل کے لئے روحانی طور پر زندگی بخش ثابت ہوتی رہی ہے اور ہوتی رہے گی۔ اگر کسی کو کچھ شبہ ہو تو آج ہم (جماعتِ احمدیہ) اس کی تسلی کرانے کے لئے تیار ہیں کہ حقیقی روحانی حیات کے مالک حضرت محمد خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کیونکہ حقیقی زندگی اور سچی زندگی اور ہمیشہ رہنے والی کامل زندگی وہ ہے جس سے ہمیشہ کے لئے فیوض کے سرچشمے پھوٹتے رہیں اور وہ تمام انسانی ضرورتوں کو پورا کرنے والی ہو۔

پھر ہم جنہیں مقامِ محمدیہؐ کی معرفت ملی ہے ہم جانتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے ایک عظیم نور کی حیثیت سے دنیا کی طرف مبعوث ہوئے تھے جیسا کہ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا (النساء آیت ۱۷۵)

اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سورۃ النور کی آیت ۳۶ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ

مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ (النور آیت ۳۶)

میں حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے نور کی

مثال دی گئی ہے۔ یعنی ایک تفسیر اس کی یہ ہے کہ

"اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ"

کا تو اللہ کے ساتھ تعلق ہے

"مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ"

سے جس کا تعلق ہے وہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہرِ اتم ہے یعنی خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور اس آیت میں یہ بیان ہوا ہے کہ ایک طرف تو اپنی پیدائش اور خلق کے لحاظ سے اور ان قوتوں اور استعدادوں کے لحاظ سے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو عطا ہوئی تھیں

آپؐ نورِ مجسّم تھے

اور اس نورِ مجسم پر جب آسمانوں سے اللہ تعالیٰ (جو سرچشمہ ہے تمام انوار کا اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے انوار بھی اسی سرچشمہ سے نکلتے ہیں) کی وحی نازل ہوئی تو آپ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ہو گئے یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جو خداداد نور رکھتے تھے جو روحانی قوتوں اور استعدادوں کی شکل میں آپؐ کو عطا ہوئے تھے ان پر جب اللہ تعالیٰ کی وحی کا نور نازل ہوا تو کامل نور کی صورت آپ بنی آدم کی طرف مبعوث ہوئے اور آدم سے لے کر ہر نبی نے آپؐ ہی کے نورِ نبوت سے اپنی شمعِ نبوت روشن کی۔

پھر ہم لوگ جو حقیقتِ محمدیہ کو پہچانتے ہیں جانتے ہیں کہ حضرت خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم ان تمام اخلاقِ فاضلہ کو اپنے وجود اور اسوہ میں ظاہر کرنے والے تھے جس کی جھلک ہمیں گزشتہ تمام انبیاء میں مختلف طور پر نظر آتی ہے۔ پس انبیائے ماسبق اور خدا تعالیٰ کے وہ پیارے جو بعد میں پیدا ہونے والے تھے ان سب کے اندر ہمیں

اخلاقِ فاضلہ کی جو جھلک

نظر آتی ہے وہ متفرق طور پر آدم سے لے کر قیامت تک بنی نوعِ انسان میں پھیلی ہوئی ہے وہ تمام اخلاق ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں جمع نظر آتے ہیں اسی لئے قرآنِ کریم نے یہ فرمایا

اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ (القلم آیت ۵)

پھر ہم جو اس علم پر علیٰ وجہ البصیرت قائم کئے گئے ہیں کہ حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء اور ختم المرسلین ہیں۔ ہم یہ جانتے ہیں اور دنیا میں اس کی منادی کرتے ہیں کہ

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم ہی مجددِ اعظم ہیں

جس کے معنے یہ ہیں کہ اظہارِ صداقت کے لئے آپ جیسا کوئی اور مجدد پیدا نہیں ہوا سچائی کے اظہار کے لئے اور گم گشتہ سچائی کو دوبارہ دنیا میں لانے کے لئے آپؐ ہی سب سے بڑے مجدد ہیں روحانیت کے قیام کے لئے حقیقتاً آپ ہی آدم ہیں کیونکہ آدم اول نے آپؐ ہی سے سچائی کو حاصل کیا اور آپؐ ہی کے طفیل اس سچائی اور صداقت کو وقت کے تقاضے اور پہلی نسل کی صلاحیت کے مطابق دنیا پر ظاہر کیا۔ لیکن حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم جو مجددِ اعظم ہیں آپؐ کے طفیل تمام انسانی فضائل اپنے کمال کو پہنچے پہلے کسی وجود میں ہمیں یہ چیز نظر نہیں آتی۔ اس میں شک نہیں کہ انسان نے بعض پہلوؤں سے ترقی کی اور ایک حد تک کمال کو حاصل کیا لیکن یہ کہ ہر انسان اپنے تمام فضائل کو اپنے دائرۂ استعداد کے اندر کمال تک پہنچانے کے قابل ہو سکے یہ صرف حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہوا۔ آپؐ دنیا میں آئے اور اپنا کامل نمونہ دنیا میں پیش کیا اور ایک کامل تعلیم انسان کے ہاتھ میں دی جس کے نتیجہ میں انسانی فضائل اپنے کمال کو پہنچ سکنے کے قابل ہوئے۔ انسان کی فطرت میں اللہ تعالیٰ نے جس قدر بھی تقاضے رکھے ہیں یا انسانی وجود کی جس قدر بھی شاخیں ہیں ان تمام کے لئے یہ سامان پیدا ہو گیا کہ وہ اپنے کمال کو پہنچ سکے اور ہم یہ جانتے ہیں کہ

معلّمِ اعظم بھی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی ذات ہے

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے

وَعَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا

(النساء آیت ۱۱۴)

وہ علم اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہیں عطا ہوا ہے جو تم بحیثیت ایک بشر کے اپنے زور سے خود بخود حاصل نہیں کر سکتے تھے اور فضلِ الٰہی سے فیضانِ الٰہی سب سے زیادہ آپ پر ہوا جس کے معنے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کی معرفت جس کو ہم معارفِ الٰہیہ بھی کہتے ہیں اور اسرار اور علومِ ربانی جو ہیں ان کے جاننے میں آپؐ اعلم تھے۔ یعنی آپ سے زیادہ ان کا عرفان رکھنے والا کوئی بھی نہیں ہوا۔ اور جو زیادہ جانتا ہے، جو سب سے زیادہ علم رکھتا ہے وہی سب سے زیادہ سکھا بھی سکتا ہے۔ اگر آپ علم کی سَو اکائیاں فرض کریں تو جس شخص کو پچاس اکائی کا علم ہے وہ ساٹھ اکائی نہیں سکھا سکتا۔ سَو کی سَو اکائی وہی سکھا سکتا ہے جو خود سَو اکائی کا علم رکھتا ہو۔ پس

عَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا

میں اللہ تعالیٰ نے دنیا کو یہ بتایا کہ حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر علم کے میدان میں (علمِ روحانی۔ لیکن علمِ جسمانی کے اصول بھی اسی علمِ روحانی کے نیچے آتے ہیں) جتنا فضل حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر ہوا اتنا کسی اور پر نہیں ہوا جس قدر انسان کو علمِ روحانی کی ضرورت تھی وہ سب آپؐ کو سکھایا گیا۔ اور آپؐ کے طفیل نوعِ انسانی اس قابل ہوئی کہ اگر وہ کوشش اور ہمت سے کام لے تو اپنے اپنے ظرف کے مطابق اپنی علمی استعدادوں کو کمال تک پہنچا سکتی ہے

پس حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم جو خاتم الانبیاء ہیں وہی معلّمِ اعظم ہیں اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ اور

خاتم الانبیاء کے یہ بھی معنے ہیں

کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا جو علم آپؐ کو ملا کسی اور نبی کو نہیں ملا۔ اور بنی نوعِ انسان کو علوم سکھانے کی جو قدرت آپؐ نے پائی وہ قدرت بھی کسی اور کو نہیں ملی۔ پس آپؐ ہی خاتم الانبیاء ٹھہرے

پھر ہم لوگ یہ جانتے ہیں کہ حضرت محمد مصطفےٰ خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم دنیا کے مربّیِ اعظم ہیں اور آپؐ کے ہاتھ سے دنیا کا وہ فسادِ عظیم اصلاح پذیر ہوا جو آہستہ آہستہ مدارجِ تنزل میں سے گزر کر انتہائی طور پر بھیانک اور مفسدانہ ظلمات کی شکل میں انسان کے سامنے اس وقت آیا جب حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور اس فسادِ اعظم کی اصلاح کا کام آپؐ کے سپرد ہوا اور آپؐ نے نہایت کامیابی کے ساتھ دنیا کی اصلاح کی اور انسان کو اس قابل بنایا کہ اگر وہ چاہے تو اس فسادِ عظیم سے جو دنیا میں رونما ہو چکا ہوا تھا ان وسائل کے طفیل جو حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کے ہاتھ میں دئے ہیں بچ سکے۔ اور

اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی مغفرت

کی چادر میں اپنے آپ کو لپیٹ لے

انسان توحید کو بھول چکا تھا۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے توحید کو زمین پر قائم کیا۔ آپؐ نے تمام مذاہبِ باطلہ کو حجت اور دلیل سے مغلوب کیا۔ وہ جو گمراہ ہو چکے تھے ان کے شبہات مٹائے عقلی طور پر بھی اور مشاہدہ کے رنگ میں بھی۔ اور ہر ملحد کے وساوس دور کئے۔ اور نجات کا سچا سامان اس طرح پر انسان کے ہاتھ میں دیا کہ اصولِ حقہ (جو حقیقی اصول تھے روحانی اور جسمانی۔ ان) کی تعلیم اسے دی اور اس طرح انسان کے لئے نجات کے سامان ممکن اور مقدر کر دئے۔

ہم جو حقیقتِ محمدیہ کو جانتے اور پہچانتے ہیں اور اس بات پر علیٰ وجہ البصیرت قائم ہیں کہ آپؐ ہی ختم المرسلین اور خاتم الانبیاء ہیں ہم اپنے نفوس میں بھی یہ مشاہدہ کرتے ہیں اور ہم یہ کوشش کرتے ہیں کہ دنیا بھی اس بات کو سمجھنے لگے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلنا انسان کو خدا تعالیٰ کا محبوب بنا دیتا ہے۔

نقشِ قدم پر چلنے میں تین باتیں آتی ہیں اوّل یہ کہ آپؐ کے حُسن کو جاننا۔ جس کے نتیجہ میں محبت پیدا ہوتی ہے۔ پس نقشِ قدم پر چلنے کے لئے ضروری ہے کہ آپؐ کے حسن کا علم حاصل کر کے بے اختیار ہو کر آپؐ کی محبت میں کھو جانا۔ دوم یہ کہ آپؐ کی عظمت کو پہچاننا۔

قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَھَقَ الْبَاطِلُ

ایک عظیم نعرہ تھا جو حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں آپؐ کے مظہرِ الوہیت ہونے کا لگایا گیا۔ جو عظمت اور جلال ہمیں اللہ تعالیٰ میں جو کہ تمام صفاتِ حسنہ سے متصف اور ہر عیب سے پاک ہے) نظر آتا ہے وہ عظمت اور جلال ظلّی طور پر ہمیں حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم میں نظر آتا ہے۔ کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ کی صفات کے مظہرِ اتم ہیں

پس اللہ تعالیٰ کی ظلّیت میں حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو جو عظمت اور جلال حاصل ہوا اس کی قدر کرنا اور اس کو پہچاننا آپؐ کے نقشِ قدم پر چلنے کے لئے ضروری ہے تاکہ ہر انسان اپنے ظرف کے مطابق روحانی ترقیات کرتا ہوا اپنے رب کا زیادہ سے زیادہ قرب حاصل کرے۔ اور اس کی صفات کا زیادہ سے زیادہ مظہر بن سکے۔

نقشِ قدم پر چلنے کے لئے تیسری ضروری بات یہ ہے کہ

آپؐ کی کامل اطاعت کی جائے

پس جو شخص اللہ تعالیٰ کی توفیق سے حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے اور آپؐ کی عظمت اور جلال اور آپؐ کے مقام کو پہچانتا ہے اور اس کے نتیجہ میں اور اس عظمت کے رُعب کے سایہ میں آپؐ کی کامل اطاعت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اپنا محبوب بنا لیتا ہے۔ اور اسے ہر وہ چیز مل جاتی ہے جو ایک محبوب کو محبت کرنے والے پیارے سے ملا کرتی ہے۔ چونکہ ہر چیز خدا تعالیٰ کی ہے اس لئے جو خدا تعالیٰ کا محبوب بن گیا اسے تو سب کچھ مل گیا۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک

پھر ہم جو حقیقتِ محمدیہ کا عرفان رکھتے ہیں ہم یہ جانتے ہیں کہ حضرت محمد مصطفیٰ خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم اس صفت میں کہ آپؐ انسانیت کے محسنِ اعظم ہیں یکتا اور بے نظیر ہیں۔ آپؐ کی محسنانہ ہمدردی اور مشفقانہ غمخواری کا کسی ایک فرد یا ایک قبیلہ یا ایک خاندان سے تعلق نہیں بلکہ ساری دنیا سے اس کا تعلق ہے

پھر کسی ایک زمانہ سے اس کا تعلق نہیں۔ قیامت تک کے زمانوں سے اس کا تعلق ہے۔ ایسی سچی، کامل اور ہمہ گیر ہمدردی کسی اور وجود میں تو ہمیں نظر نہیں آتی۔ ویسی ہمدردی تو کجا، میں تو سمجھتا ہوں اس کا ہزارواں حصہ بھی، اس کا کروڑواں حصہ بھی ہمیں کہیں اور نظر نہیں آتا۔ اور اگر کسی شخص کی فضیلت اس کے ان کاموں سے ہو سکتی ہے جن سے بنی نوع انسان کی سچی ہمدردی ثابت ہو تو ہم گواہی دیتے ہیں اور اس حقیقت کی دنیا میں منادی کرتے ہیں کہ اس صفت میں حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم سب نبیوں اور تمام انسانوں سے بڑھ کر بے نظیر انسان ہیں اور بھی بہت سی باتیں ہیں مگر اس وقت میں نے صرف بعض کو لیا ہے۔ اور جماعت کو یہ بتانے کی کوشش کی ہے (میں امید رکھتا ہوں کہ آپ اس بات کو سمجھ گئے ہوں گے) کہ

مقامِ محمدیہ کی جو معرفت ہمیں حاصل ہے

آج وہ ہمارے غیر کو حاصل نہیں۔ اس میں شک نہیں کہ حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے اس وقت تک کروڑوں اربوں لوگ ایسے پیدا ہوئے جنہیں اپنے اپنے ظرف کے مطابق یہ معرفت ملی۔ ہم نے اس عرفان کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عظیم روحانی فرزند کے ذریعہ حاصل کیا ہے اور پہلوں کی طرح جنہیں یہ عرفان اور معرفت عطا ہوئی تھی حقیقی معنی اور عارفانہ رنگ میں آج اگر کوئی "خاتم الانبیاء زندہ باد" کا نعرہ لگا سکتا ہے تو وہ ہم ہی ہیں۔ ہم جب

خاتم الانبیاء زندہ باد

ختم المرسلین زندہ باد

کا نعرہ لگاتے ہیں تو ہمارا یہ نعرہ عارفانہ نعرہ ہے ہم اس حقیقت کو پہچانتے ہیں اور ہمارے دل کی گہرائی، ہماری روح کی وسعتوں اور ہمارے جسم کے ذرہ ذرہ سے یہ آواز بلند ہوتی ہے کہ

خاتم الانبیاء زندہ باد

ختم المرسلین زندہ باد

لیکن بعض وہ بھی ہو سکتے ہیں جنہوں نے تاریخ کی دھندلیوں اور ماضی کے دھندلکوں میں افقِ انسانی پر دُور سے ایک چمک تو دیکھی اور اس چمک سے وہ ایک حد تک گھائل بھی ہوئے لیکن ابرِ رحمت ان پر نہیں برسا۔ ماضی کے دھندلکوں میں وہ جو ایک چمک انہیں نظر آئی اس پر فریفتہ ہو کر اور اس پر عاشق ہو کر وہ بھی خاتم الانبیاء زندہ باد کا نعرہ لگا لیتے ہیں لیکن ان کا نعرہ عارفانہ نعرہ نہیں ہے بلکہ محجوبانہ نعرہ ہے۔ وہ اس مقام کو پہچانتے تو نہیں صرف ایک جھلک کے وہ گھائل ہو چکے ہیں۔ اور ہم خوش ہیں کہ وہ پاک وجود جو ہمارے دل اور ہمارے دماغ اور ہماری روح اور ہمارے جسم پر حکومت کرتا ہے۔ اس کے حق میں محجوبانہ نعرے بھی لگائے جاتے ہیں لیکن جب

ختمِ نبوت زندہ باد

کا نعرہ بلند ہو تو ایک احمدی کی روح کی گہرائیوں سے نکلنے والا عارفانہ نعرہ ہی سب سے زیادہ بلند ہونا چاہیئے۔

پس آج میں آپ کو اس طرف متوجہ کر رہا ہوں کہ "خاتم الانبیاء زندہ باد" بحیثیت ایک عارفانہ نعرہ کے ہمارا نعرہ ہے اور علم و عرفان نہ رکھنے والوں کے منہ سے نکلے تو وہ محجوبانہ نعرہ ہے۔ البتہ یہ محجوبانہ نعرہ سن کر بھی ہمارے دل خوش ہوتے ہیں کہ ہمارے محبوب کے نور کی ایک جھلک کو تو انہوں نے دیکھ لیا خواہ ماضی کے دھندلکوں میں ہی کیوں نہ دیکھا ہو۔ پس اگر کہیں یہ نعرہ بلند ہو تو آپ زیادہ شوق سے زیادہ پیار سے اس کے اندر شامل ہوا کریں۔ دوسروں کی آواز اگر پہلے آسمان تک پہنچتی ہو تو آپ کی آواز ساتویں آسمان سے بھی بلند ہو کر خدائے عزوجل کے عرش تک پہنچے۔ تا ہمارے آقا ہمارے محبوب حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خوش ہوں کہ میرے کامل متبعین میرے عشق میں مستانہ وار یہ نعرہ لگا رہے ہیں

خاتم الانبیاء زندہ باد

دوسرا نعرہ جو حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہم نے پایا ہے۔ وہ بھی ہم نے ہی پایا ہے کوئی اور وہ نعرہ بھی

عارفانہ نعرہ

کے طور پر نہیں لگا سکتا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء کی حیثیت سے دنیا کے محسنِ اعظم ہیں۔ اور اس میں کوئی شک اور کلام نہیں۔ میں اس کی وضاحت میں اختصار سے صرف چار باتوں کو لوں گا۔ اوّل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ انسان پر جو عظیم الشان احسان ہوا وہ شرفِ انسانی کا قیام ہے۔ پہلے بزرگ انبیاء نے شرفِ انسانی کو قائم نہیں کیا۔ انہوں نے اپنی قوم کی ضرورتیں پوری کیں۔ ان کی تربیت کی طرف بڑی توجہ دی۔ دعاؤں کے ساتھ جس حد تک ممکن تھا انہوں نے اپنی قوم کی تربیت کی اور ان کو نیک اور اپنے اپنے ظرف کے مطابق مطہر بنانے کی کوشش کی۔ اس میں تو شک نہیں لیکن شرفِ انسانی کا قیام ان کے لئے ممکن نہ تھا۔ وہ تو مبعوث ہی ہوئے تھے ایک خاص زمانہ اور ایک خاص قوم کی طرف۔

شرفِ انسانی کا قیام

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا انسانیت پر خاص احسان ہے

اور صرف آپ سے تعلق رکھتا ہے۔ معلوم دنیا اور غیر معلوم خطوں میں بسنے والے ہر فرد کی عزت اور شرف کو آپ نے قائم کیا۔ دنیا میں اس وقت بعض ایسے خطے بھی تھے جن کے متعلق عرب میں بسنے والے لوگوں کو کوئی علم نہیں تھا مثلاً Red Indians (ریڈ انڈین) جو دنیا کے اس خطے میں جو اب امریکہ کہلاتا ہے، بستے تھے۔ مگر بعثتِ نبی اکرم کے وقت آپ کے پہلے مخاطب عرب میں بسنے والوں کو ان کا علم نہ تھا۔ حضرت نبی کریم ختم المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم نے اس نامعلوم خطۂ زمین میں بسنے والے انسان کی عزت اور احترام اور اس کا شرف بھی قائم کیا۔ آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ کسی ایسے انسان کے جذبات کو ٹھیس نہیں پہنچانی جو عرب میں بستا ہو یا افریقہ میں بستا ہو بلکہ یہ فرمایا کہ انسان جہاں بھی بستا ہو تمہیں اس کا علم ہو یا نہ ہو اس کے جذبات کو ٹھیس نہیں لگانی

جس وقت ہمارا تعلق ان قوموں سے ہوا جن کا علم اس زمانہ کو نہیں تھا تو ہم ایک مسلمان احمدی کی حیثیت سے (اور ہم سے پہلے بزرگ جو تھے وہ بھی ایک کامل متبع کی حیثیت سے اور ہم بھی حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے کامل متبع کی حیثیت سے) ان کو جا کر یہ کہتے ہیں اور ایسا کہنے میں حق بجانب ہیں کہ تمہارا خیال کسی اور نے نہیں رکھا لیکن حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تمہارا خیال رکھا۔ اور باوجود اس کے کہ اس وقت دنیا تمہارے وجود کو بھی نہیں جانتی تھی تمہارے متعلق یہ حکم چھوڑ گئے کہ جب تم بحیثیت انسان ہمارے ساتھ ملاپ کرو تو تمہاری بھی وہی عزت اور احترام کیا جائے جو ہم آپس میں اپنے ملک کے رہنے والوں یا اپنے برِّاعظم کے رہنے والوں سے کرتے ہیں۔ وہی عزت اور احترام ہم تمہارا بھی کریں گے

میں نے پہلے بھی بتایا تھا کہ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ (حٰم سجدہ آیت ۷) کا ایک عظیم نعرہ تھا جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے قرآنِ عظیم میں لگایا گیا جس نے تمام انسانوں کو بحیثیت انسان

ایک مقام پر لا کر کھڑا کر دیا

حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جیسا تو کوئی اور وجود نہ پہلوں میں پیدا ہوا اور نہ آیندہ پیدا ہو گا۔ آپ کے منہ سے یہ کہلوایا کہ میں تمہارے جیسا انسان اور تم میرے جیسے انسان ہو۔ اس سے انسان کی عزت و احترام اس قدر قائم ہو گیا کہ انسانی عقل حیران رہ جاتی ہے۔ سب انسانوں کو اس مقام پر کھڑا کر کے پھر آپ نے کہا دیکھو! میں تمہارے جیسا انسان ہوں میرے اندر بھی تمہارے جیسی قوتیں اور استعدادیں ہیں۔ آؤ اب دیکھو میں اخلاقی دنیا میں۔ میں روحانی دنیا میں کس طرح بلندیاں اور رفعتیں حاصل کرتا ہوں۔ میں تو اپنے ظرف کے مطابق [illegible] جاؤں گا تم بھی اپنے ظرف کے مطابق بلندیوں [illegible] حاصل کر سکتے ہو۔ اس لکیر پر جہاں سب برا[بر] کر دئے گئے ٹھہرنا نہیں بلکہ بلندیوں کی طرف [حرکت] کرنی ہے لیکن اس مقام پر اس سطح پر سب [کو] یہ کہہ کر اکٹھا کر دیا

اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ

پس انسانیت پر سب سے بڑا احسان

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا [وہ] یہ ہے کہ انسان کی بحیثیت انسان عزت قائم [کی] اور اس کا احترام قائم کیا۔ اور اس کا شرف [و] مرتبہ قائم کیا

دوسرا عظیم احسان جو انسان پر بحیثیت [انسان] ہمارے محبوب خاتم الانبیاء نے کیا وہ یہ کہ انسان کے حقوق قائم کئے اور ایسے سا[مان] پیدا کئے اور ایسی تعلیم دی کہ

اگر ہم اس تعلیم پر چلیں

تو سارے انسانوں کے حقوق انہیں مل جا[تے] ہیں (اس تفصیل میں تو میں اس وقت نہیں جاؤں گا۔ اقتصادی اصول پر میرے خطبات چھ[پ] گئے ہیں ان میں وضاحت سے بیان کر چکا [ہوں] کہ) حقوقِ انسانی کی جو تعریف قرآنِ کریم نے [کی] ہے وہ انسانی عقل کر ہی نہیں سکتی۔ وہ صرف ربانی الہام ہی کر سکتا ہے۔

اس وقت وہ جو انسان کے سب سے [بڑے] ہمدرد بنتے ہیں وہ اشتراکی ہیں لیکن ان سے جب پوچھا جائے کہ تم کہتے تو یہ ہو کہ اقتصا[دی] میدان میں انسان کو اس کی ضرورتیں ملنی چا[ہئیں] پھر تم نے ضرورتوں کی تعریف کیوں نہیں کی [اس] کا نتیجہ یہ ہے کہ چین میں ضرورت سے مراد [کچھ] اور لی جاتی ہے اور یوگوسلاویہ میں ضرورت [سے] کچھ اور مراد لی جاتی ہے۔ اور روسیوں کے نزدیک روس میں انسانی Needs کا (نیڈز [یعنی] ضروریات) کچھ اور ہیں۔ اور ان علاقوں میں ج[ہاں] روسیوں کا اثر و رسوخ ہے یعنی جو ان کے Satellites (سٹلائٹ) کہلاتے ہ[یں] ان میں انسانی Needs (نیڈز) ضروریا[ت] کچھ اور بن گئی ہیں۔

غرض یہ کہہ دینا تو کافی نہیں تھا کہ

To each according
to his needs

یعنی یہ کہ ہر ایک کی ضرورت پوری ہونی چاہ[ئے] اور پھر انسان خاموشی اختیار کرے گویا کہ پت[ہ] ہی نہیں کہ ضرورت ہے کیا چیز

قرآنِ کریم نے

حقوقِ انسانی کی اتنی حسین تعریف

کی ہے کہ اس کے حسن سے انسانی عقل خیرہ [ہو] جاتی ہے اور آدمی یہ سمجھتا ہے کہ کہاں جا کر انسانی عقل ٹھہر جاتی ہے۔ اور آگے بڑھنے

لئے الہامی روشنی کی ضرورت محسوس کرتی ہے قرآن کریم کہتا ہے کہ اللہ رب العالمین ہے اللہ نے ہر فرد واحد کو پیدا کیا اور اس میں جتنی قوتیں اور قابلیتیں اور استعدادیں نظر آتی ہیں وہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیں اور اس نے بحیثیت رب ہونے کے ان تمام قوتوں اور استعدادوں کی نشوونما کے سامان پیدا کئے ہیں۔ اور ہر شخص جو قوت و استعداد رکھتا ہے اس قوت اور استعداد کو نشوونما کے کمال تک پہنچانے کے لئے جس چیز کی بھی اسے ضرورت ہے وہ اس کا حق ہے اور وہ اسے ملنا چاہیئے۔ اگر وہ حق اسے نہیں ملتا تو وہ مظلوم ہے اور اسلامی حکومت کا فرض ہے کہ وہ اسے اس کا حق دلوائے مثلاً ایک ہونہار اور ذہین بچہ جو آج آئن سٹائن (جو ایک مشہور غیر ملکی سائنسدان ہے) جیسا دماغ رکھتا ہے یا ہمارے ڈاکٹر عبدالسلام جیسا دماغ رکھتا ہے مگر ایک غریب گھرانہ میں پیدا ہو جاتا ہے۔ میں نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا ہے کہ بعض غریب گھرانوں میں بڑے ذہین بچے پیدا ہو جاتے ہیں۔ کالج کے زمانہ میں بھی ایسے طالب علموں کی جہاں تک ہم سے ہو سکا ، جہاں تک ہمارے بس میں تھا ہم مدد کیا کرتے تھے۔ اور اب بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے اگر کوئی ایسا ہونہار طالب علم میرے علم میں آ جائے تو میں اسے کہہ دیا کرتا ہوں کہ تم علم میں ترقی کرتے چلے جاؤ غیر ملک میں بھی تمہیں بھجوا دیں گے۔ تمہارا ذہن زیادہ سے زیادہ جو تعلیم حاصل کر سکتا ہے وہ ہم تمہیں دلوائیں گے۔ یہ حق ہے جسے

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں

قائم کر دیا ہے۔

ایک شخص کو اللہ تعالیٰ نے اس قسم کی جسمانی قوتیں عطا کی ہیں کہ وہ ان قوتوں کی صحیح نشوونما کے بعد گاماں پہلوان (مشہور پہلوان ہے) کو بھی گرا دے۔ مگر وہ ایک ایسے غریب گھرانے میں پیدا ہوا جہاں نہ تو اسے وہ دودھ ملے نہ وہ مکھن ملے نہ وہ بادام ملیں نہ وہ دیگر چیزیں جو پہلوان کھاتے ہیں اور وہ اسے میسّر ہوں۔ نہ مالش کے لئے تیل ملے نہ مالش کرنے والے اس کو ملیں تو اس کا جسم نشوونما نہیں کرے گا۔ قرآن کریم کہتا ہے کہ اللہ رب العالمین نے اس کو جو جسمانی قوت عطا کی ہے اس کی جسمانی قوتوں کو کمال تک پہنچاؤ۔ دیکھو! ایک آدمی جو یہ سمجھ رہا ہو کہ میرا رب کتنا پیار کرنے والا ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مجھ پر کتنا احسان ہے کہ میرے جسم کی ہر ضرورت جو تھی اس کو بطور حق کے قائم کیا اور دلوایا۔ غرض وہ گاماں پہلوان بھی بنے گا اور حقدار رسیدہ انسان بھی ہوگا۔ یعنی اگر

اللہ تعالیٰ کے لئے شکر کے جذبات ہوں گے تو وہ حقدار رسیدہ انسان بھی ہوگا۔ وہ محض ایک پہلوان نہیں ہوگا۔

پس اسلام نے صرف یہ نہیں کہا کہ تمہاری ضرورتیں پوری کریں گے اور پھر وہ خاموش ہو گیا۔ اسلام نے یہ کہا ہے کہ جو بھی تمہاری طاقتیں ہیں ان کو نشوونما کے کمال تک پہنچانے کیلئے ہم تمہارے حقوق قائم کرتے ہیں اور تمہیں یہ حقوق دلوائیں گے اور

حقوق کی تعریف

یہ کی کہ جہاں ہمیں واقعی کوئی قوت اور استعداد نظر آتی ہے (بعض دفعہ تو ماں ایک بدصورت بچے کو بھی خوبصورت سمجھتی ہے اس کی میں بات نہیں کر رہا) ایک خوش قسمت انسان ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے واقعی اچھا ذہن عطا کیا ہے یا جسمانی طاقتیں دی ہیں یا اخلاقی طاقتیں دی ہیں وہ ساری طاقتیں کمالِ نشوونما تک پہنچنی چاہیئں۔ ان کی حقیقی اور کامل نشوونما ہونی چاہیئے۔

غرض یہ احسانِ عظیم انسانیت پر بحیثیت انسان کے ہے۔ یہ نہیں کہا کہ اگر ہندو ہو تو اس کی طاقتوں کو ضائع کرنے کی کوشش کرو یہ نہیں کہا کہ اگر ایک عیسائی ہو تو اس کی طاقتوں پر تبر چلاؤ۔ یہ نہیں کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ کو گالیاں دینے والا دہریہ ہو تو اس کی کچھ پرواہ نہ کرو۔ بلکہ حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ دیکھو اگر کوئی اللہ تعالیٰ کو گالیاں دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ خود گرفت کرے گا۔ اگر وہ مجھ پر ایمان نہیں لاتا تو تمہیں اس کی کیا فکر ہے۔ تم نے بحیثیت انسان وہ سارے حقوق قائم کرنے اور ادا کرنے ہیں جو اسلام نے ایک انسان کے بحیثیت انسان قائم کئے ہیں اور جن کے ادا کرنے کی اس نے تعلیم دی ہے۔

پس انسان کے حقوق کو قائم کیا گیا ہے (مسلمان کے حقوق کی میں بات نہیں کر رہا) انسانی حقوق کو قائم کیا اور ایسی تعلیم دی کہ وہ حقوق ادا ہو سکیں۔ اور ایک نظام بنایا کہ اس نظام میں وہ حقوق ادا ہو جاتے ہیں۔ غرض عظیم احسان ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بنی نوعِ انسان پر بحیثیت انسان۔

تیسرے انسانی جذبات کا بحیثیت انسان احترام رکھا ہے۔ اس کی مثال میں پہلے بیان کر چکا ہوں۔

انسانی جذبات کے احترام کا یہ پہلو

بھی تفصیلی ہے۔ اس میں میں نہیں جاؤں گا۔ مختصراً بیان کر دیتا ہوں۔ اگر کسی پر جھوٹ باندھا جائے تو علاوہ اور نقصانات کے اس کے جذبات کو بھی ٹھیس پہنچتی ہے چنانچہ فرمایا

کہ کسی پر جھوٹ نہیں باندھنا خواہ وہ دہریہ ہو عیسائی ہو۔ یہودی ہو، ہندو ہو، پارسی ہو۔ بدھ مذہب کا ہو کوئی ہو۔ لامذہب ہو یا بدمذہب ہو۔ غرض کوئی ہو تم نے اس پر جھوٹ نہیں باندھنا افترا نہیں کرنا تہمت نہیں لگانی۔ یہ ساری چیزیں علاوہ اور خرابیوں کے

جذبات کو ٹھیس لگانے والی

ہیں۔ کوئی بھی ہو اس کے جذبات کا احترام کرنا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے اموال جو ہیں ان کی حرمت کو قائم کرنا ہے۔ اس کی عزت کو قائم کرنا ہے۔ اس کی جان کی حفاظت کرنی ہے۔ یہ بحیثیت انسان ہونے کے ضروری ہے۔ یہ نہیں کہا کہ ایک مسلمان کی جان کی حفاظت تو ہر دوسرے مسلمان پر فرض ہے لیکن غیر مسلم کی جان کی حفاظت فرض نہیں ہے۔ بلکہ یہ کہا ہے کہ ہم جان کی حرمت قائم کرتے ہیں اور اس کی حفاظت کی ذمہ داری امتِ مسلمہ پر ڈال دی۔ اور اس میں عربی پر عجمی کو فضیلت نہیں اور عجمی پر عربی کو فضیلت نہیں اور مسلمان پر غیر مسلم کو فضیلت نہیں۔ اور غیر مسلم پر مسلمان کو کوئی فضیلت نہیں۔ سب کو

جذبات کے لحاظ سے ایک ہی مقام پر

کھڑا کر دیا ہے۔ اور یہ بڑی چیز ہے۔ اس واسطے بات کرتے وقت بڑی ہدایتیں دی گئی ہیں ہم بعض دفعہ بڑی لاپروائی کر جاتے ہیں اور اپنے بھائی سے ایسا مذاق کر دیتے ہیں جو اس کو چھیڑنے والا ہوتا ہے۔ ایسا کرنا منع ہے۔ یہ بات اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب بنتی ہے۔ پس انسان کے اوپر اس کے جذبات کا اتنا خیال رکھنے کی وجہ سے کتنا بڑا احسان کیا گیا ہے۔

اور چوتھی بات جو اس وقت میں مختصراً بیان کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ایک تو انسانی جذبات کا خیال رکھا گیا ہے۔ دوسرے یہ کہ جو جذبات شنیعہ بعض لوگوں میں پیدا ہو جاتے ہیں ان کی یلغار سے انسان کو محفوظ رکھا۔ یہ ایک بات ہے جو اپنی جگہ پر ہے۔ (اور بہت ساری باتیں ہیں لیکن میں اختصار کے پیشِ نظر بہت سی باتوں کو چھوڑتا ہوں۔ کافی دیر ہو گئی ہے) اور ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ

انسانیت زندہ باد کا نعرہ

بھی عارفانہ طور پر ہمارے سوا اور کوئی نہیں لگا سکتا۔ جو شخص حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی اس محسنانہ شان کی معرفت رکھتا ہو وہی کھڑے ہو کر دوسرے انسان کو مخاطب کر کے یہ کہہ سکتا ہے کہ

انسانیت زندہ باد

پس ان دو نعروں کی طرف میں اس وقت جماعت کو متوجہ کرتا ہوں۔ اشتراکیت کا یہ حق نہیں ہے کہ وہ انسانیت زندہ باد کا نعرہ لگائے۔ اور نہ کسی اور ازم کا یہ حق ہے

صرف اسلام کا یہ حق ہے

صرف مسلمانوں کا یہ حق ہے۔ مسلمانوں میں دو گروہ ہو سکتے ہیں یہ ممکن ہے۔ یعنی ایک وہ جن کے منہ سے عارفانہ طور پر یہ نعرہ نکلے اور ایک وہ جن کے منہ سے مجوبانہ طور پر یہ نعرہ نکلے لیکن یہ نعرہ لگانے کا وہی حقدار ہے جس نے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے دامن کو مضبوطی سے پکڑا اور آپؐ کی محبت میں فنا ہو گیا۔ چونکہ آپؐ انسانیت کے محسنِ اعظم ہیں اس واسطے اس شخص کا یہ حق ہے کہ وہ دوسرے انسان کو مخاطب ہو کر یہ کہے کہ اے انسان! تیری انسانیت ہمیشہ زندہ رہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سایہ میں غیر انسانی یلغاروں سے وہ محفوظ رہے

پس یہ دو نعرے ہمارے نعرے ہیں ختم المرسلین زندہ باد کا نعرہ یا خاتم الانبیاء زندہ باد کا نعرہ یا ختمِ نبوت زندہ باد کا نعرہ یہ احمدیت کا نعرہ ہے اور ہم ہی اسے عارفانہ طور پر بلند کر سکتے ہیں۔ اور اسی طرح انسانیت زندہ باد کا نعرہ ہمارا نعرہ ہے۔ اور ہم جو حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ادنیٰ غلام اور آپؐ کے مقام کو پہچاننے والے اور اس مقام کے نتیجہ میں اور انسانیت پر آپؐ نے جو احسان کیا ہے اس کے عرفان کی وجہ سے ہم اس بات کے سزاوار ہیں کہ انسان کو مخاطب کر کے یہ نعرہ لگائیں

انسانیت زندہ باد

دوسرے بھی یہ نعرہ لگاتے ہیں ہم اسے سُن کر خوش ہوں گے لیکن ہمارے نزدیک ان کے نعرے مجوبانہ ہوں گے۔ ان کے نعرے عارفانہ نعرے نہیں ہوں گے

اللہ تعالیٰ ہمیں اس عرفان پر ہمیشہ قائم رکھے اور اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ یہ توفیق دے کہ ہم دنیا پر یہ ثابت کرتے رہیں کہ ہم اس بات کے حقدار ہیں کہ

خاتم الانبیاء زندہ باد

کا نعرہ لگائیں اور ہم ہی اس بات کے حقدار ہیں کہ

انسانیت زندہ باد کا نعرہ

لگائیں۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق ہی سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔

زکوٰۃ

کی ادائیگی اموال کو پاک کرتی ہے

آہ ہماری میٹھی اماں

از مکرم مولوی محمد عبد اللہ صاحب بی ایس سی ایل ایل بی ۔ حیدرآباد دکن

یوں تو موت ہر ایک کے لئے مقدر ہے لیکن ایسی شخصیتوں کا اس جہان سے اُٹھ جانا جن کے وجود کے ساتھ کئی قسم کی برکتیں وابستہ ہوتی ہیں، ان برکتوں سے محرومی کا باعث ہو جاتا ہے۔ حضرت سیٹھ عبد اللہ الٰہ دین صاحب مرحوم کے وصال کے بعد جماعتہائے احمدیہ حیدرآباد و سکندرآباد کے ہر فرد کے لئے ڈھارس کا موجب بننے والی کوئی ہستی تھی تو وہ مرحوم و مغفور کی اہلیہ محترمہ کی شخصیت تھی جنہیں سب ہی لوگ میٹھی اماں کہتے تھے۔ محترمہ ہر بے کس نادار غریب و بدحال کے کوائف سماعت فرماتیں اور ایسی دلداری کی باتیں کہتیں کہ ہر حاجتمند اس بزرگ وجود کی دعاؤں اور ہمدردیوں سے اپنی گود بھر کر واپس ہوتا۔ جماعت کے ہر خاندان اور اس کی بچیوں سے آپ واقف اور قابل شادی بچیوں کے رشتوں کی فکر میں لگی رہتیں۔ جب بھی ملاقات ہو ضرور کسی نہ کسی کے رشتہ کی بات کریں گی اور کہیں گی کہ جماعت کا یہ مسئلہ اہم ہے جسے حل کرنے کی فکر کرنی چاہیئے۔ کئی رشتوں کے طے کرنے میں آپ کا ہاتھ رہا ہے۔ چنانچہ خود خاکسار کا رشتہ حافظ عبد الباقی صاحب ایڈووکیٹ مرحوم کی دوسری صاحبزادی سے آپ ہی کا مرہون منت ہے۔ میری والدہ کو تحریک کر کے محترمہ نے اس رشتہ کو طے کیا تھا۔ نہ معلوم میٹھی اماں کے نام کی ابتدار کیسے ہوئی۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ ان کی باتوں میں ایسی مٹھاس تھی کہ اس نام کے تجویز کرنے والے کی مردم شناسی اور دور رسی کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ جمیع افراد خاندان کے علاوہ جماعت کے سب ہی افراد ذکور و اناث انہیں اسی نام سے جو میٹھی اماں سے مخفف شکل میں مبدل ہو کر میٹھی اماں بن گیا تھا یاد کیا کرتے تھے۔ ان کا اصلی نام سکینہ بائی تھا آپ سیٹھ صاحب مرحوم کی حد تک ہی سکینت قلب کا باعث نہ تھیں بلکہ جماعت کے تمام افراد کو سکینت پہنچانے کی لگن میں رہتیں۔ سیٹھ صاحب کا وصال ۲۶ جنوری ۱۹۶۲ء کو ہوا جس کے بعد تقریباً ۸ سال کا طویل عرصہ محترمہ نے نہایت صبر و شکر اور رضائے الٰہی کی جستجو میں اس رنگ میں گزارا کہ کسی کو سیٹھ صاحب مرحوم کی کمی محسوس نہ ہونے دی اللہ تعالیٰ نے جہاں آپ کو ہر طرح کی نعمتوں سے نوازا اور علی محمد صاحب ایم اے ایڈ نبرا، اور یوسف احمد صاحب جیسی نیک، صالح اور خادم دین اولاد عطا فرمائی تھی کہ پوتے صالح محمد صاحب کو دینی لحاظ سے حافظ قرآن اور اسم بامسمیٰ صالح اور عالم باعمل ہونے کا شرف عطا کیا۔ نیز دنیوی لحاظ سے اعلیٰ ترین ڈگری پی ایچ ڈی فلکیات سے نوازا وہاں ان انعامات کے ساتھ ساتھ چند تکلیف دہ حالات سے بھی آپ کو سابقہ رہا۔ ایک طرف آپ کی نوجوان صاحبزادی ہاجرہ بیگم مرحومہ ایسی علالت کا شکار ہوئیں کہ چلنے پھرنے سے بھی معذور ہو گئیں اور ایک طویل عرصہ اسی علالت کی حالت میں گزار کر اللہ تعالیٰ کو پیاری ہو گئیں تو دوسری طرف آپ کی بڑی صاحبزادی فاطمہ آپا کو جو ایک ہی لڑکی ہوئی تو ایسی بیمار کہ کسی چیز کا ہوش نہیں اور برسہا برس سے اس کے والدین اسی کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔ منجھلی صاحبزادی زینب بیگم صاحبہ کی اولاد پیدائش کے ساتھ ہی فوت ہو گئی۔ اور چھوٹی لڑکی امۃ الحفیظ صاحبہ کا شوہر مرتد ہو گیا اور حالت ارتداد میں ہی وفات پا کر اپنے پیچھے بیوہ کے ساتھ ۱۲ بچے چھوڑ گیا۔ یہ حالات ایک دنیادار کے لئے ٹھوکر کا باعث ہو جاتے ہیں۔ یا اللہ تعالیٰ سے برگشتگی کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں لیکن اس بزرگ ہستی کے صبر کا یہ عالم کہ ہمیشہ یہ فرماتیں کہ ہم تو راضی برضا ہیں۔ خدا کی مرضی و مشیت تو وہی جانے۔ ہمارا کام دعائیں کرنا ہے اور وہ ہم کرتے چلے جائیں گے۔ پریشان حالوں کو دلاسا دیا کرتیں کہ دیکھو میرے لئے دکھ کے یہ اسباب کیا کم ہیں لیکن بندہ جب خدا کا جوا اپنی گردن پر رکھ لیتا ہے تو پھر اس سے شکوہ کیا معنی؟ مشیت ایزدی کے سامنے سر تسلیم ہی خم رہنا چاہیئے۔ اور صبر و شکر کے دامن کو ہاتھ سے جانے نہ دینا چاہیئے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ چنانچہ آپ کے صبر کا پھل اللہ تعالیٰ نے اس رنگ میں دیا کہ چھوٹی بہو کے چلے جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ساجدہ بیگم صاحبہ جیسی فرمانبردار اور خدمتگزار بہو دے دی۔ جس کے بطن سے آپ نے اپنی پوتی کو بھی دیکھا اور پوتے کو بھی۔ یوسف احمد صاحب کے ہاں ۲۶ دسمبر ۱۹۶۹ء کو لڑکا تولد ہوا تو آپ نے اس کا نام سیٹھ عبد اللہ بھائی صاحب مرحوم کے نام پر الٰہ دین تجویز کیا۔ آپ کے انتقال کے بعد تیسرے دن یعنی ۲۲ جنوری کو حضرت امیر المومنین کے پاس سے حضور کے دست مبارک سے تجویز کردہ جو نام وصول ہوا اس میں بھی الٰہ دین کا جزو شامل ہے۔ یوسف صاحب نے اپنی پہلی بیوی کے بطن سے ہونے والے تینوں لڑکوں کے نام حضور کی خدمت میں لکھ بھیجے تھے جن میں لفظ الٰہ دین مشترکہ تھا پھر بھی حضور نے اس بچے کا نام داؤد احمد الٰہ دین تجویز فرمایا ہے۔ اس طرح محترمہ کا تجویز کردہ نام حضور کے تجویز کردہ نام کے ایک جزو کے طور پر باقی رہ گیا۔

اس نومولود کی آمد سے صرف تین ہی دن قبل یعنی ۲۳ دسمبر ۶۹ء کو آپ پر دفعۃً دمہ کا سخت حملہ ہوا تھا اور اللہ تعالیٰ نے شفا دے دی تا کہ آپ اپنے اس پوتے کو دیکھ کر اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر لیں۔ بہو نومولود کو لے کر ۲ جنوری کو دواخانہ سے واپس ہوئیں تو آپ ڈائننگ روم میں ناشتہ تناول کرنے کی بجائے روزانہ یوسف صاحب ہی کے کمرہ میں پہنچ کر ناشتہ کیا کرتیں۔ معلوم ہوا کہ ۸ جنوری کو دوبارہ تنفس کی تکلیف شروع ہوئی اور ۹ کے دن جمعہ میں دعا کا اعلان بھی کرایا گیا لیکن حیدرآباد میں اس کی کوئی اطلاع نہ تھی۔ ۱۰ جنوری کی صبح کوئی نو بجے یوسف صاحب کا ٹیلیفون آیا کہ میٹھی اماں کی طبیعت صبح سے بہت خراب ہے۔ پھر تنفس تیز ہو گیا ہے۔ ڈاکٹر اچاریہ کو جس نے پہلے حملہ کے وقت علاج کیا تھا بُلوا رہا ہوں۔ ان کا تیار شدہ تابوت محسن صاحب یادگیری مرحوم کے لئے دے دیا گیا تھا اس لئے احمد حسین صاحب سے کہہ کر جلد تابوت تیار کرنے کا انتظام ہو جائے۔ یہ سنتے ہی ذریعہ بس سکندرآباد پہنچا۔ ڈاکٹر اچاریہ انجکشن تھوڑے تھوڑے وقفہ سے دیتے جا رہے تھے۔ پھر یوسف صاحب کو آکسیجن سلنڈر لانے کے لئے بھیجا۔ میٹھی اماں آنکھیں بند کئے ہوئے تھیں اور تکلیف کی وجہ سے یہ کہہ رہی تھیں یا اللہ میری تکلیف کم کر دے۔ عابدہ صاحبہ دختر عثمان صاحب شرق مرحوم و اہلیہ غلام حسین کرم علی صاحب خدمت میں لگی ہوئی تھیں۔ خان صاحب دوست محمد الٰہ دین صاحب بھی آئے اور کچھ دیر تک ٹھہرنے کے بعد چلے گئے۔ ماسک کے ذریعہ آکسیجن دی جانے لگی۔ اور انجکشنوں کا سلسلہ بھی چلتا رہا تو گیارہ بجے کچھ سکون اور آرام محسوس ہونے لگا۔ تو میں اپنے کام پر چلا گیا دوپہر میں ٹیلیفون کر کے علی محمد صاحب سے کیفیت دریافت کی تو معلوم ہوا کہ کچھ دیر آرام رہتا ہے اور کچھ دیر تکلیف۔ اچانک ایک کام لاحق ہو گیا تو اسی دن شام کی گاڑی سے میں دہلی چلا گیا۔ اور دعائیں کرتا رہا کہ یا اللہ میری واپسی تک وہ کامل طور پر صحتیاب ہو جائیں۔ ۱۷ جنوری کو دہلی سے واپسی ہوئی اور دریافت پر معلوم ہوا کہ ۱۴ جنوری کو آپ کو نرسنگ ہوم میں شریک کر دیا گیا ہے۔ اس لئے کہ ڈاکٹر کی رائے میں دل کا عارضہ بھی لاحق ہو گیا تھا۔ ویسے اس سے قبل دل کا خفیف سا حملہ ایک دفعہ اس وقت ہوا تھا جبکہ محترمہ سیٹھ صاحب کے انتقال کے بعد اپنے داماد حسن صاحب آئی سی ایس ممبر بورڈ آف ریونیو کے ہاں ڈھاکہ تشریف لے گئی تھیں۔ دوسرے دن یعنی ۱۸ جنوری کو اپنی اہلیہ اور بڑی لڑکی امۃ الرشید سلمہا کے ساتھ سکندرآباد کے نرسنگ ہوم پہنچا تو دیکھا کہ گلوکوس کی نلی لگائی گئی ہے بے ہوشی کا عالم ہے۔ لیکن اس عالم میں بھی آنکھیں بند کئے ہوئے ہونے کے باوجود سلام کا جواب دے دیتی ہیں۔ شہادت کی انگلی اٹھاتی جاتیں اور زبان سے اللہ اللہ کہتی تھیں۔ ہم تقریباً دو گھنٹے وہاں رہے لیکن حالت میں کوئی تبدیلی محسوس نہ ہوئی۔ رات دیر گئے واپسی عمل میں آئی اور ۱۹ جنوری کی صبح چار بجے یوسف صاحب نے ٹیلیفون پر یہ افسوسناک خبر سنائی کہ صبح ½ ۲ بجے میٹھی اماں ہم سب سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یوسف صاحب نے بتایا کہ رات کے ½ ۱۰ بجے گلوکوس کی نلی نکال لی گئی تھی۔ آخری وقت تک ہوش نہ آیا۔ انتقال کے معاً بعد نرسنگ ہوم سے گھر لایا گیا۔ بعد نماز ظہر الٰہ دین بلڈنگ سکندرآباد کے صحن میں مسجد کے سامنے نماز جنازہ ادا کی گئی اور تابوت کو لے جا کر سکندرآباد کے قبرستان میں اس مقام پر رکھ دیا گیا جہاں آج سے تقریباً آٹھ سال پہلے حضرت سیٹھ صاحب مرحوم کا تابوت رکھا گیا تھا۔ اور بعد میں ان کی صاحبزادی ہاجرہ بیگم مرحومہ کا تابوت رکھا گیا تھا۔

مرحومہ اپنی کبر سنی اور علالت و کمزوری کے باوجود پنجگانہ نمازوں کی باجماعت ادائی کے ساتھ ساتھ باقاعدگی کے ساتھ تہجد گزار تھیں اپنے شوہر مرحوم کے ساتھ فریضہ حج بھی ادا کیا تھا۔ چندوں کی ادائی میں خاص طور پر پیش پیش تھیں۔ یوسف صاحب سے بہت زیادہ خوش اس لئے تھیں کہ وہ سیٹھ صاحب مرحوم کے اشاعت لٹریچر و تبلیغ کے کام کو حتی الامکان جاری رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی آپ کو ان کا خاص خیال رہتا تھا اس لئے کہ وہ اپنی پہلی بیوی اور بچوں کی جدائی کے صدمہ کا شکار رہے۔ خود نومولود ... کا بھی یہ حال تھا کہ اپنی والدہ محترمہ کے لئے سیب وغیرہ پھلوں سے خدمت کرتے۔ گذشتہ ماہ صیام میں جب میں آپ کی خدمت میں دعا کی درخواست کرنے پہنچا تو سیب کٹوا کر منگوائے اور فرمانے لگیں یہ تو بہتی کھا میرا یوسف لا دیتا ہے۔ میں نے ... سے عذر کیا تو فرمانے لگیں ہاں بیٹا۔ میں تو

روزروز سے اس بیماری کی وجہ سے محروم ہو گئی اس لئے خیال ہی نہ رہا اور مجھے دیکھکر کھلانے کو جی چاہا۔ بڑی ہی مہمان نواز تھیں کم و بیش ہر ملاقات میں یہ فرما دیتیں کہ میں نے اپنے سفر آخرت کا پورا انتظام کر رکھا ہے۔ اور لوگ ہمیشہ میرا تابوت لے کر چلے جاتے ہیں۔ کبھی کسی موصی کے لئے لے جاتے ہیں تو کبھی دوسرے موصی کے لئے۔ میری زندگی کا اب کیا بھروسہ ہے۔ اب میں اسے منگوا کر ڈائننگ ٹیبل کے نیچے اپنے سامنے رکھ لونگی ... سو روپے میں نے فاطمہ بائی (بڑی لڑکی) کے ہاں امانت رکھ دئے ہیں تاکہ میری نعش قادیان پہنچا دی جائے۔ میرا افضل (پڑپوتا) بھی بڑا ہنیں لیکن بیچارہ کیا کرے اپنی بچی کی دیکھ بھال میں لگا رہتا ہے اس لئے اس کو کسی چیز کا بھی ہوش نہیں۔ خان بہادر احمد نواز جنگ مرحوم کی اہلیہ پر گزشتہ ماہ صیام میں ہی فالج کا حملہ ہوا تو ان کی عیادت کے لئے سکندر آباد گئیں۔ نور محمد اللہ دین صاحب سے کیفیت دریافت کرنے کے بعد سیٹھی اماں سے ملنے چلا گیا اس وقت فرمایا اس بچی کی شادی میں ہی کر کے لائی تھی۔ جب ہمارے حضورؑ کا انتقال ہوا تھا تو احمد بھائی وغیرہ چھوٹے چھوٹے بچے تھے۔ سیٹھ صاحب مرحوم اور میں نے سب کی شادیوں کے انتظامات کئے اور یہ بچی (یعنی والدہ دوست محمد صاحب و نور محمد اللہ دین صاحب) بڑی ہی نیک بچی ثابت ہوئی۔ بیماری ہمارے ساتھ نمازیں پڑھنے باقاعدگی سے چلی آتی تھی۔ طبیعت میں بڑی سادگی ہے اور میرا بڑا ادب و لحاظ کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے جلد صحت عطا کرے۔ ان کا انتقال ۱۲ر رمضان کو ہوا جس پر محترمہ کو بڑا صدمہ ہوا اور اس کے بعد سے ان کی صحت دن بدن گرتی گئی۔ بالآخر ۲۲ر دسمبر کو تنفس کا عارضہ ہوا جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ اس عارضہ سے چند دن قبل خواب دیکھا جس میں دیگر مرحومین کے منجملہ خان بہادر احمد اللہ دین صاحب مرحوم کی اہلیہ سے بھی ملاقات ہوئی۔ جو آپ کو اپنی مادری زبان گجراتی میں بلا رہی ہے۔ تو آپ اسی زبان میں جواب دیتی ہیں کہ ہاں میں آتی ہوں گو میرے آنے میں کچھ دیر ہو گئی ہے

ہمیشہ فرمایا کرتیں کہ میرا یوسف میرا ڈاکٹر ہے۔ وہ دوائی دے دیتا ہے تو پنڈلیوں کی اینٹھن اور سینہ کی جلن وغیرہ سب ہی کم ہو جاتی ہے۔ یوسف صاحب نے تھوڑی بہت ہومیوپیتھی سیکھ لی ہے اور وہ یہ دوا ئیں دے دیا کرتے تھے۔ کبھی کبھار اپنے اس طب کے استاد محترم نارائن داس صاحب خوریانی سے جو کہ ہم سب سے بہت ہی شفقت سے پیش آتے ہیں مشورہ کر لیا کرتے تھے اور موصوف کی عدم موجودگی میں جبکہ موصوف احمد آباد چلے گئے تھے خاکسار سے بھی مشورہ ہو جایا کرتا تھا۔ مختصر یہ کہ محترمہ کو یوسف صاحب کی دواؤں پر کافی بھروسہ ہو گیا تھا اور ہمیشہ ان کی دواؤں کی تعریف کیا کرتیں اور فرماتیں کہ مجھے اس دواؤں سے بہت جلد آرام آجاتا ہے۔

حضرت امیر المومنین سے والہانہ عقیدت اور جمیع افراد خاندان نبوت سے بے انتہا اُنس و محبت رکھتی تھیں قادیان شریف سے خاص لگاؤ تھا اور ہر جلسہ پر جانے کے لئے بے چین رہتیں۔ اپنی کبر سنی اور علالت کے باعث کافی کمزور ہو چکی تھیں لیکن پھر بھی ۱۹۶۷ء کے جلسہ سالانہ پر پہنچنے کی ہمت کر ڈالی۔ فرمایا کہ تو لے تو اجازت نہیں دیتے چلنا پھرنا دوبھر ہے اٹھنے بیٹھنے میں دقت رہتی ہے لیکن جلسہ پر جاؤں گی ضرور اور وہیں بہشتی مقبرہ کی ہو جاؤں گی۔ یوسف صاحب ان کی یہ بات برداشت نہ کر سکے کہ ہمیشہ کی جدائی کا ارادہ کر کے وہ یہاں سے روانہ ہوں اس لئے کہہ دیا کہ اگر آپ سکندر آباد واپس ہونے کا ارادہ رکھیں تو میں جلسہ پر لے جاؤں گا ورنہ نہیں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ارادہ کو شرفِ قبولیت بخشا تو ہم آپ کے سایہ سے محروم ہو جائیں گے۔ پس اگر آپ یہ ارادہ نہ رکھیں بلکہ اس ارادہ کا اظہار فرمائیں کہ آپ ہمارے ساتھ سکندر آباد واپس ہوں گی تو مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اس ارادہ کو پورا کرے گا۔ اور ہمارے سروں پر آپ کا وجود سایہ فگن رہے گا۔ اس پر آپ نے واپسی کا ارادہ ظاہر فرما دیا اور جلسہ میں شرکت کے لئے چل پڑیں اتفاق سے خاکسار بھی اسی ٹرین کے ذریعہ شرکت جلسہ سالانہ کے لئے جا رہا تھا۔ میں نئی دہلی کے اسٹیشن پر اترنے کے بعد جا کر ملا تو دیکھا کہ یوسف صاحب کہیں گئے ہوئے تھے اور علی محمد صاحب ان کے منتظر تھے۔ خاکسار نے عرض کیا کہ ممکن ہے سیٹھی اماں کے لئے کرسی لانے گئے ہوں تاکہ اس پلیٹ فارم پر پہنچا دیا جائے جہاں سے فرنٹیر روانہ ہوتا ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ کدھر جانا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اس سامنے والے پلیٹ فارم پر۔ تو فرمانے لگیں یہ تو سامنے ہی ہے ویسے ہی چلتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ سیڑھیاں تو آپ چڑھ نہیں سکیتیں کہ اوپر برج کے ذریعہ اس پلیٹ فارم پر پہنچیں۔ سارا پلیٹ فارم چل کر پٹڑیوں پر سے کراس کرنا ہوگا۔ اور پھر وہاں سے اس دوسرے پلیٹ فارم پر چل کر جانا پڑے گا۔ محترمہ نے فرمایا جب تو ساتھ ہے تو مجھے لے چل۔ میں ان کا بازو پکڑ کر ممکنہ حد تک بوجھ لیتا گیا تاکہ ان کو آہستہ چلنے میں سہولت رہے۔ تھوڑا تھوڑا فاصلہ طے ہوتے ہی فرماتیں کہ اور کتنی دور ہے۔ بہر صورت بدقت تمام بڑی ہمت کر کے اس پلیٹ فارم پر پہنچ گئیں۔ جہاں بنچ پر بٹھا دیا تو فرمانے لگیں میں بہت تھک گئی۔ میرے پیر کانپ رہے ہیں۔ اس کے بعد سیٹھ الیاس صاحب نے واپسی کے ریزرویشن کے سلسلہ میں مجھے بلوا لیا اور اس طرح میں فرنٹیر کی آمد تک آپ کے پاس ٹھہر نہ سکا۔ معلوم ہوا کہ ٹرین کی آمد پر جب آپ ڈبہ میں داخل ہونے لگیں تو گر پڑیں اور کسی شخص نے انہیں اٹھایا اس واقعہ کو میری کم و بیش ہر ملاقات پر دوہرایا اور فرمایا کرتیں کہ بیٹا تو مجھے اس طرح لے گیا جیسے میں رکشا میں جا رہی تھی۔ تیرے جانے کے بعد میں ڈبہ میں سوار ہوتے ہوئے گر پڑی اور اللہ تعالیٰ نے کسی فرشتے کو بھیجا جس نے مجھے اٹھا کر ڈبہ میں پہنچا دیا

حضرت میاں صاحب (صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب) کی حیدر آباد میں آمد کی خبر پر بے انتہا خوشی کا اظہار فرماتیں اور صاحب ممدوح سے ملنے کو بے چین رہتیں۔ ان کی اس تڑپ کا حضرت میاں صاحب نے ہمیشہ ہی خیال رکھا ہے اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرما دے۔

مختصر یہ کہ ہمارا ایک نہایت قیمتی سرمایہ اور ایسا وجود جو ہم سب کے لئے دعائیں کیا کرتا تھا، نیک تمنائیں رکھتا تھا اور جس کی برکتوں سے ہم فیضیاب ہوا کرتے تھے ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو گیا جس کے باعث ہم میں ایک ایسا خلا پیدا ہو گیا ہے جس کا پُر ہونا ممکن دکھائی نہیں دیتا۔

۱۹۶۷ء کے جلسہ سالانہ پر جب قادیان تشریف لے گئیں تو کرسی پر بٹھا کر جلسہ گاہ میں پہنچایا جاتا رہا۔ اسی طرح بہشتی مقبرہ میں سیٹھ صاحب مرحوم کے مزار پر بھی پہنچیں۔ یہ بھی عجیب خدا کی قدرت ہے کہ سیٹھ صاحب مرحوم اپنی زندگی میں ہمیشہ حضرت شیخ یعقوب علی صاحبؓ عرفانی سے فرمایا کرتے تھے کہ مجھے آپ کے قدموں میں جگہ مل جائے۔ چنانچہ یہی ہوا کہ بہشتی مقبرہ کے قطعہ خاص نمبر ۴ میں محترم عرفانی صاحبؓ کا مزار آپؓ کے بالکل سرہانے ہے۔ سیٹھی اماں نے بہشتی مقبرہ میں اپنی اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ سیٹھ صاحب کے پہلو میں جو جگہ خالی ہے ان کے لئے محفوظ کرنے کی درخواست کی جائے۔ چنانچہ درخواست دے دی گئی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ مکرمت ۳۰ر اکتوبر ۱۹۶۸ء کو منظوری صادر فرما دی جو سیٹھی اماں کے لئے انتہائی اطمینانِ قلب کا باعث ہوئی ان شاء اللہ اس سال کے جلسہ سالانہ پر ان کا تابوت قادیان پہنچے گا اور قطعہ خاص میں سیٹھ صاحبؓ کے پہلو میں محترمہ کی تدفین عمل میں آئے گی اور اس طرح مرحومہ بھی اپنے نامدار شوہر کی طرح حضرت عرفانی صاحبؓ کے قدموں میں ہو نگی۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین کے مقام سے نوازے۔ جملہ لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے۔ اور ہم سب کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔

محترمہ کی علالت کے دوران محترمہ علیمہ صاحبہ اور محترمہ فاطمہ آپا صاحبہ (دختر اکبر) کے علاوہ ہسلی ماں صاحبہ اہلیہ امیر علی صاحب محترمہ نیض النساء بیگم صاحبہ (بڑی بہو) اور عزیزہ صدیقہ صاحبہ (مرحومہ کی پوتی) اور محترم نور محمد اللہ دین صاحب اور ان کی اہلیہ سلطانہ بیگم صاحبہ نے ممکنہ خدمات انجام دیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے

آمین

وصیّت

نوٹ :۔ وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی وصیت پر کسی شخص کو کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو وہ وصیت کی تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر اپنے اعتراض کی تفصیل سے دفتر ہذا کو اطلاع دے

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

نمبر ۱۳۷۸۴ ۔ منکہ ناصرہ بیگم اہلیہ مکرم سیٹھ محمد ادریس صاحب قوم شیخ پیشہ خانہ داری عمر پچیس سال پیدائشی احمدی ساکن یادگیر ڈاکخانہ خاص ضلع گلبرگہ صوبہ میسور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۰؍۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں :۔

میری جائداد حسب ذیل ہے :۔ (۱) غیر منقولہ جائداد کوئی نہیں (۲) منقولہ جائداد مہر گیارہ صد روپیہ جو بذمہ خاوندم ہے۔ دستی گھڑی ایک عدد قیمتی یکصد روپیہ۔ کڑے طلائی ایک جوڑی وزنی دو تولہ۔ چمپا کلی طلائی ایک عدد وزنی ایک تولہ۔ لاکٹ طلائی ایک عدد وزنی ایک تولہ۔ چاند بالی طلائی ایک جوڑی وزنی نصف تولہ۔ کرن پھول طلائی ایک جوڑی وزنی نصف تولہ۔ انگوٹھی طلائی دو عدد وزنی ایک تولہ۔ کل وزن چھ تولہ در دو صد روپیہ فی تولہ قیمتی بارہ صد روپیہ۔ کل میزان جائداد منقولہ چوبیس صد روپیہ۔ میں بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان دسویں حصہ کی وصیت کرتی ہوں جو موجودہ و آئندہ بوقتِ وفات ثابت ہونے والی جائداد نیز آمد پر حاوی ہوگی۔ میں حصہ جائداد جلد ادا کرنے کی کوشش کروں گی۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ الامۃ ناصرہ بیگم۔ گواہ شد سیٹھ محمد ادریس سیکرٹری امور عامہ خاوند موصیہ گواہ شد محمد امام غوری سیکرٹری مال یادگیر۔ کاتب الحروف ملک صلاح الدین ایم اے دکیل المال تحریک جدید بر مکان یادگیر

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل میں انبیاء کی بعثت

از مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی انچارج مبلغ صوبہ بنگال و اڑیسہ

اخبار بدر کے مسیح موعود نمبر مجریہ ۱۹ر امان کے صفحہ ۲۶ پر ایک مضمون بعنوان "مسیح محمدی یا مسیح موسوی" شائع ہوا تھا جس کے پہلے کالم کی سطر ۱۰ تا ۱۹ کی عبارت غلط چھپ جانے کی وجہ سے مفہوم خلط ہو گیا ہے۔ اس اشتباہ کو دور کرنے کے لئے بدر کی گزشتہ اشاعت میں "ضروری تصحیح" کے عنوان سے ایک نوٹ بھی شائع کیا گیا ہے جس سے کافی حد تک یہ اشتباہ دور ہو جاتا ہے۔ تاہم مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی کی طرف سے موصولہ یہ مضمون اس اشتباہ کی مزید وضاحت کرتا ہے جسے ہم مکرم موصوف کے شکریہ کے ساتھ ذیل میں نقل کرتے ہیں :-

ایڈیٹر

اخبار بدر قادیان کے مسیح موعود نمبر مورخہ ۱۹ر مارچ ۱۹۷۰ء میں عزیز مکرم مولوی منظور احمد صاحب کا ایک مضمون بعنوان "مسیح محمدی یا مسیح موسوی" مطالعہ میں آیا۔ مولوی صاحب موصوف نے اس مضمون کی ابتداء میں بنی اسرائیل کا ذکر کرتے ہوئے تحریر کیا ہے :-

" ان میں ایک صاحب شریعت نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وجود میں مبعوث فرمایا اور اس نبی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کی اصلاح چاہی لیکن یہود کچھ اس طرح بگڑ چکے تھے اور اپنے اوپر اتنا فخر و تکبر کرنے لگے تھے کہ خداوند غیور نے جب ان کی حرکات کو دیکھا تو ایک لمبے عرصہ تک عذاب مہین میں مبتلا کر دیا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے چودہ سو سال تک کوئی نبی ان میں مبعوث نہ کیا اولیاء اور بزرگ تو ہوتے رہے لیکن یہ امتِ اسرائیل نبوت کے انعام سے محروم کر دی گئی۔ خدائے رحیم و کریم جو غضب میں دھیما ہے ایک مرتبہ پھر بنی اسرائیل پر رجوع برحمت ہوا اور اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چودہ سو سال بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بن باپ پیدا کر کے نبوت کے مقام پر کھڑا کیا۔" (بدر ص ۲۶)

میرے خیال میں مولوی منظور احمد صاحب کا یہ لکھنا کہ "حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے چودہ سو سال تک کوئی نبی ان میں مبعوث نہ کیا۔ اولیاء اور بزرگ تو ہوتے رہے لیکن یہ امتِ اسرائیل نبوت کے انعام سے محروم کر دی گئی" قرآن مجید، احادیث اور تحریرات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روشنی میں درست نہیں۔ کیونکہ بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد کثیر التعداد میں نبی ہوئے ہیں۔ حضرت داؤدؑ، حضرت سلیمانؑ، حضرت زکریاؑ اور حضرت یحییٰؑ اسرائیلی سلسلہ کے مشہور نبی گزرے ہیں ہاں البتہ وہ صاحب شریعت نبی نہ تھے بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت تورات کے تابع تھے۔ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی جو بنی اسرائیل کے سلسلہ کے آخری نبی تھے وہ بھی صاحب شریعت نبی نہ تھے بلکہ موسوی شریعت کے تابع نبی تھے۔ چنانچہ

۱۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَقَفَّیْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ وَاٰتَیْنَا عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ الْبَیِّنٰتِ (البقرہ ع)

کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی اور اس کے بعد ہم نے رسولوں کو ان کے پیچھے بھیجا اور عیسیٰ ابن مریم کو بھی ہم نے کھلے کھلے نشان دئے۔ چنانچہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کی تفسیر کے ضمن میں تحریر فرماتے ہیں :-

" قَفَّیْنَا کے معنے ہیں ہم نے پیچھے چلایا۔ اس لفظ سے نہ صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد اور بھی بہت سے انبیاء آئے بلکہ یہ ظاہر کرنا بھی مطلوب ہے کہ وہ صاحب شریعت نبی نہ تھے بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متبع تھے اور اسی راستہ پر چلتے تھے جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام چلے تھے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب "شہادۃ القرآن" میں اس سے استدلال فرمایا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد کئی ایسے انبیاء آئے ہیں جن کی کوئی جدید شریعت نہ تھی۔ بلکہ وہ تورات کے احکام پر ہی لوگوں سے عمل کرواتے اور اسی کی تعلیم کو رائج کرتے تھے" (شہادت القرآن ص ۴۲)

(تفسیر کبیر سورۃ بقرہ ص ۲۱)

پس مذکرہ بالا آیت قرآنی سے ثابت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد اسرائیلی سلسلہ میں نبوت کا انعام جاری رہا اور کئی ایک نبی مبعوث ہوئے مگر وہ جدید شریعت لانے والے نبی نہ تھے بلکہ شریعتِ موسوی کے تابع نبی تھے۔

۲۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ تورات کے بارہ میں فرماتا ہے :-

اِنَّاۤ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِیْهَا هُدًى وَّ نُوْرٌ یَحْکُمُ بِهَا النَّبِیُّوْنَ الَّذِیْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِیْنَ هَادُوْا

(سورہ المائدہ ع)

کہ ہم نے تورات کو نازل کیا۔ اس میں ہدایت و نور تھا اور اس تورات کے ذریعہ انبیاء جو ہمارے فرمانبردار تھے یہودیوں کے لئے فیصلے کیا کرتے تھے

اس آیت کی تفسیر میں تفسیر خازن میں ہے :-

والمراد بالنبیین الذین بعثوا من بعد موسٰی علیہ السلام و ذٰلک ان اللّٰہ تعالٰی بعث فی بنی اسرائیل اُلوفاً من الانبیاء ولیس معھم کتابٌ انما بعثوا باقامة التوراة واحکامھا

(تفسیر خازن جلد ۲ ص ۴۶)

کہ سورۂ مائدہ کی اس آیت میں جن نبیوں کا ذکر ہے کہ وہ تورات کے ذریعہ سے فیصلہ کیا کرتے تھے اس سے مراد وہ نبی ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد مبعوث ہوئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل میں ہزاروں نبی مبعوث کئے مگر ان کے پاس کوئی کتاب (یعنی شریعتِ جدیدہ) نہ تھی۔ وہ محض تورات اور اس کے حکموں کو قائم کرنے کے لئے مبعوث کئے گئے تھے۔

پس ان آیاتِ قرآنیہ سے ثابت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام، جو صاحب شریعت نبی تھے کے بعد بنی اسرائیل میں انبیاء کا سلسلہ جاری رہا۔ ہاں البتہ وہ نبی شریعتِ موسویہ کے تابع تھے۔ اور اس سلسلہ میں آخری نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے۔ جو خود بھی شریعتِ موسویہ کے تابع تھے۔

خاکسار
شریف احمد امینی
مبلغ انچارج صوبہ بنگال و اڑیسہ

جملہ موصی صاحبان توجہ فرمائیں

صدر انجمن احمدیہ کا مالی سال جب ختم ہونے کو ہوتا ہے تو دفتر بہشتی مقبرہ کی طرف سے تمام موصیوں کی خدمت میں ایک فارم بنام "**فارم اصل آمد**" بھجوایا جاتا ہے جس کے ذریعہ ہر موصی سے یہ درخواست کی جاتی ہے کہ جو مالی سال گزر چکا ہے اس کی اصل اور حقیقی آمد کی اطلاع دیں تاکہ ان کے حقیقی بجٹ ان کے کھاتوں میں درج کرنے کے بعد موصیوں کی خدمت میں ان کا سالانہ حساب بھجوایا جائے۔ اور موصی صاحبان اپنے اپنے بجٹ اور اس کے مقابلہ میں گزرے ہوئے سال میں ادا کی گئی رقوم کا جائزہ لے کر کمی بیشی کو پورا کر سکیں

چنانچہ دفتر ہذا ایسے فارم بھجوانے کے لئے تیار کئے جا رہے ہیں جو انشاء اللہ ۲۰ر اپریل تک تمام موصیوں کو بھجوا دئے جائیں گے۔ تمام موصیوں سے درخواست ہے کہ وہ ان کی خانہ پُری کر کے ۱۵ر مئی تک وہ فارم دفتر ہذا کو ارسال فرما دیں تاکہ ان کے سالانہ حسابات تیار کر کے انہیں بھجوائے جا سکیں۔

بعض موصی بار بار کی یاد دہانیوں کے باوجود فارم واپس نہیں بھجواتے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کا کھاتہ حصہ آمد نامکمل رہ جاتا ہے اور چندہ کی کمی بیشی کا علم نہیں ہو سکتا اور نہ ہی ایسے موصی صاحبان کو سالانہ حساب بھجوایا جا سکتا ہے۔

پھر کچھ موصی ایسے بھی ہوتے ہیں جو کہہ دیتے ہیں کہ نظارت بیت المال سے ان کا بجٹ دریافت کر لیا جائے۔ حالانکہ نظارت بیت المال میں جو بجٹ ہوتا ہے وہ محض **اندازہ** ہوتا ہے اور دفتر ہذا کو جو بجٹ مطلوب ہوتا ہے وہ **حقیقی** بجٹ ہوتا ہے۔

لہٰذا تمام موصی صاحبان اپنے اپنے فارم جلد از جلد پُر کر کے دفتر ہذا کو واپس ارسال فرمائیں

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

یومِ مسیح موعود علیہ السّلام کی بابرکت تقریب پر

مختلف جماعتوں میں عقیدتمندانہ جلسے

جماعتِ احمدیہ بمبئی

۲۳؍ امان ۱۳۴۹ ہش کی شام کو الحق بلڈنگ میں یومِ مسیح موعودؑ کے سلسلہ میں زیرِ صدارت محترم محمد سلیمان صاحب بی اے صدر جماعت احمدیہ ایک شاندار اور پُر وقار جلسہ منعقد ہؤا۔ مکرم پی عبدالمجید صاحب کی تلاوت قرآن مجید اور مکرم عبدالباری صاحب کی نظم خوانی کے بعد مکرم صدر صاحب نے یومِ مسیح موعودؑ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے حضورؑ کی بعثت کی غرض بیان کی اور آپؑ کے متعلق بعض پیشگوئیاں اور علامات بتائیں

دوسری تقریر عزیزم عبدالشکور صاحب کی زیرِ عنوان "شان حضرت مسیح موعود علیہ السلام" ہوئی آپ نے حدیثِ نبوی کَیْفَ تَھْلِکُ اُمَّۃٌ اَنَا فِیْ اَوَّلِھَا وَالْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ فِیْ اٰخِرِھَا کا حوالہ دیتے ہوئے بتایا کہ آپؑ کی آمد کے وقت امتِ محمدیہ کی کیا حالت تھی۔ اور آپ کے ذریعہ دنیا میں کس قسم کا روحانی انقلاب پیدا ہؤا

تیسری تقریر برادرم یونس احمد پرویز قائد مجلس خدام الاحمدیہ کی ہوئی آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحیح منصب اور مقام کو بیان کرتے ہوئے آپؑ کی مختلف کتابوں کے ایمان افروز اقتباسات پڑھ کر سنائے۔

چوتھی تقریر محترم بشیر محمد خاں صاحب بی اے کی ہوئی۔ آپ نے زیرِ عنوان "موجودہ زمانہ ایک روحانی مصلح کا متقاضی ہے" ایک دلچسپ اور ولولہ انگیز تقریر کی۔

آخری تقریر خاکسار کی صداقت حضرت مسیح موعودؑ پر ہوئی۔ خاکسار نے اس موضوع کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ صدارتی تقریر اور دعا کے بعد جلسہ ختم ہؤا

خاکسار محمد عمر مبلغ انچارج بمبئی

جماعتِ احمدیہ بھاگلپور

۲۳؍ مارچ بعد نماز عصر محترم ڈاکٹر سید محمد یونس صاحب صدر جماعت احمدیہ کی زیرِ صدارت مسجد احمدیہ میں یومِ مسیح موعود منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم احمد رضا خاں صاحب انسپکٹر پولیس نے کی بعدہٗ انسپکٹر صاحب موصوف کی اقتدا میں بچوں نے ... ایک نظم خوش الحانی سے سنائی مکرم عبدالرحمٰن ... صاحب نے ... کی ایک نظم ... سنائی اور عزیز ... عالم صاحب نے بعد ازاں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی ایک دعائیہ افتتاحی تقریر پڑھ کر سنائی

آخر میں خاکسار نے یومِ مسیح موعود کی اہمیت بتاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقدس مشن کے مختلف پہلوؤں اور متعدد ایمان افروز پیشگوئیوں کو پیش کیا۔ اور اس مادہ پرستی کے دور میں اس کے علی الرغم جو روحانی انقلاب رونما فرما رہا ہے اسے بالوضاحت بیان کیا۔ آخر میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی تحریکات "تلاوت قرآن مجید۔ ترجمۃ القرآن ناظرہ اور سورہ بقرہ کی سترہ آیات کے حفظ کرنے" کی اہمیت ضرورت اور نتائج پر روشنی ڈالی۔

صدارتی تقریر اور دعا کے بعد جلسہ برخاست ہؤا

خاکسار عبدالحی مفضل مبلغ بہار

جماعتِ احمدیہ کرڑاپلی (اڑلیسہ)

۲۳؍ امان کو نماز مغرب کے بعد خاکسار کی زیرِ صدارت جلسہ یومِ مسیح موعودؑ کی کاروائی شروع ہوئی۔ مولوی شیخ عبدالحلیم صاحب کی تلاوت قرآن کریم اور مکرم یار محمد صاحب کی نظم کے بعد شیخ عبدالشکور صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کی بعض علامات بیان کیں۔ بعدہٗ خاکسار نے قرآن مجید اور احادیث کی بعض پیشگوئیاں بیان کرتے ہوئے آپؑ کی صداقت کو پیش کیا۔ مکرم مولوی عبدالحلیم صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے کارنامے بیان کئے۔ مکرم محمد صدیق صاحب سیکرٹری مال نے حضور کی بعض پیشگوئیوں کی وضاحت کی۔ بعد دعا جلسہ برخاست ہؤا۔ احباب کی تواضع مٹھائی سے کی گئی۔

خاکسار محسن خاں دیہاتی مبلغ کرڑاپلی

جماعتِ احمدیہ کیرنگ (اڑلیسہ)

مورخہ ۲۳ کو بعد نماز مغرب احمدیہ مسجد میں زیرِ صدارت مکرم شیخ علی احمد صاحب سب ڈپٹی کلکٹر جلسہ یومِ مسیح موعود منعقد ہؤا۔ مکرم کمال الدین خاں صاحب نائب صدر جماعت کی تلاوت قرآن کریم اور مکرم محمد نصیر الدین صاحب سیکرٹری تبلیغ کی نظم خوانی کے بعد مکرم شیخ عبدالمنان صاحب معلم مدرسہ احمدیہ کیرنگ نے حضرت مسیح موعودؑ کی پاکیزہ زندگی کے متعلق تقریر کی۔ دوسری تقریر مکرم گلاب الدین خاں صاحب نے حضورؑ کے ذریعہ قیام جماعت احمدیہ کے عنوان پر اور تیسری تقریر مکرم یٰسین خاں صاحب نے آپؑ کی تعلیم کے موضوع پر کی۔ اور "کشتی نوح" سے آپؑ کی تعلیم کو پیش کرتے ہوئے افراد جماعت سے اس تعلیم پر کاربند ہونے کی اپیل کی۔ مکرم انیس الرحمٰن خاں صاحب نے "زمانہ کی پکار اور ایک امام کی ضرورت" پر اور مکرم شمس الحق خاں صاحب نے "عشقِ رسول اور حضرت مسیح موعودؑ" کے عنوان پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ مکرم شیخ مکرم علی صاحب نے آپؑ کے دعوئے نبوت کی تشریح کرتے ہوئے آپ کو ظلّی نبی ثابت کیا۔ مکرم عبدالمالک صاحب شاکر نے "حضرت مسیح موعودؑ کا پاک نمونہ اور تربیتِ جماعت" کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ زیادہ تر ہمیں اس وقت تربیت کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے

آخر پر خاکسار نے حضرت مسیح موعودؑ کی خدمتِ اسلام کے موضوع پر تقریر کی اور احباب کو تلقین کی کہ ہمیں حضورؑ کے پاک نمونہ کی اقتدا کرنی چاہیئے۔ آخر میں صدر جلسہ نے وہ اسناد تقسیم کیں جو کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی" کے امتحان میں کامیاب ہونے والوں کی مرکز سے آئی تھیں۔ دعا کے بعد جلسہ ختم ہؤا

خاکسار سیّد محمد موسیٰ مبلغ کیرنگ

جماعتِ احمدیہ چارکوٹ (پونچھ)

۲۳؍ مارچ کو یہاں عیدگاہ میں جلسہ یومِ مسیح موعودؑ زیرِ صدارت مکرم محمد شفیع صاحب صدر جماعت احمدیہ منعقد ہؤا۔ مکرم نذیر احمد صاحب کی تلاوت قرآن پاک اور مکرم شریف احمد صاحب سیکرٹری تعلیم و تربیت کی نظم کے بعد مکرم مولوی نورالدین صاحب صدر جماعت احمدیہ کالابن کوٹلی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت و مقام کے موضوع پر۔ مکرم ماسٹر غلام احمد صاحب ثاقب نے حضورؑ کی ابتدائی زندگی کے موضوع پر روشنی ڈالی اس کے بعد مکرم عزیز الدین صاحب۔ مکرم عبدالعزیز صاحب۔ مکرم نذیر احمد صاحب۔ مکرم محمد شریف صاحب اور مکرم شریف احمد صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے کارہائے نمایاں پر روشنی ڈالی۔ آخر میں خاکسار نے امام مہدی کا ظہور کے عنوان پر تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت سے قبل اسلام کی حالت کیا تھی اور آپ کے دعوے کے بعد اسلام کو روحانی طور پر کس قدر غلبہ اللہ تعالیٰ نے بخشا۔ صدارتی تقریر اور دعا کے بعد جلسہ ختم ہؤا

خاکسار محمد رمضان زرقانی چارکوٹ علاقہ جموں کشمیر

جماعتِ احمدیہ یادگیر (میسور)

مورخہ ۲۷؍ امان بروز جمعۃ المبارک بعد نماز جمعہ مسجد احمدیہ یادگیر میں جلسہ یومِ مسیح موعودؑ منعقد کیا گیا۔ جلسہ کی صدارت مکرم سیٹھ محمد الیاس صاحب امیر جماعت احمدیہ یادگیر نے کی۔ مکرم بہادر خاں صاحب نے قرآن پاک کی تلاوت کی اور مکرم محمد نصرت اللہ صاحب غوری نے نظم پڑھی۔ خاکسار نے حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق پیشگوئیاں کے موضوع پر تقریر کی اور واضح کیا کہ آپؑ کی بعثت کا وقت چودھویں صدی ہی تھا۔ خاکسار نے آپؑ کے ذریعہ رونما ہونے والے روحانی انقلاب پر بھی روشنی ڈالی۔ دوسری تقریر مکرم محمد رفعت اللہ صاحب غوری کی تھی۔ آپ نے "بعثت حضرت مسیح موعود کی غرض و غایت" پر تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ آپؑ کی بعثت کی غرض وہی ہے جو تمام انبیا کی تھی یعنی دین کو غالب کرنا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب دین کا غلبہ ہو رہا ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اس غرض کو پورا کرنے کے لئے قربانیاں دیں

مکرم مولوی محمد جعفر صاحب کی نظم کے بعد مکرم شیخ عبدالعلی صاحب نے "حضرت مسیح موعودؑ کا آنحضرت صلعم سے عشق" کے عنوان پر ایک مؤثر تقریر کی۔

آخر میں صاحب صدر نے ایک پر معارف خطاب فرمایا۔ آپ نے کہا آج ہم اس مقدس انسان کا ذکر کر رہے ہیں جو آنحضرت صلعم کا عاشقِ صادق تھا اور جس نے اسلام کے احیاء کے لئے ایسی جماعت قائم کی جو ساری دنیا میں اسلام کی عظیم خدمت کر رہی ہے آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غیر تشریعی نبوت کی وضاحت کی۔ اجتماعی دعا کے بعد جلسہ ختم ہؤا

خاکسار غلام نبی مبلغ یادگیر

جماعتِ احمدیہ جمشید پور (بہار)

۱۹؍ امان کو زیرِ صدارت مکرم مولوی عبدالحق صاحب فضل جلسہ یومِ مسیح موعود منعقد ہؤا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم خورشید احمد صاحب نے کی اور نظم مکرم سید ہمام الدین صاحب نے پڑھی۔ خاکسار نے از روئے قرآن کریم و احادیث نبویہ و اقوال ائمہ سلف کی روشنی میں مسیح موعودؑ کی علامات بیان کیں اور آپ کی سیرت طیبہ کے کچھ پہلو بیان کئے۔ مولوی عبدالحق صاحب نے اپنی صدارتی تقریر میں حضورؑ کی سیرت پاک کے مختلف پہلو بیان کئے۔ دعا کے بعد جلسہ برخاست ہؤا

خاکسار عبدالمجید سیکرٹری تبلیغ جمشید پور

درخواستِ دعا

عاجز کی اہلیہ محترمہ سیدہ ناصرہ خاتون صاحبہ کو رحم کے اندر کینسر کا مہلک مرض لاحق ہو گیا ہے ڈاکٹروں نے اسے لاعلاج قرار دیا ہے عاجز اس وقت بہت پریشان ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی مرض لاعلاج نہیں اس لئے بزرگانِ سلسلہ اور احباب سے موصوفہ کی صحتیابی کے لئے دردمندانہ دعا کی عاجزانہ درخواست دعا ہے

خاکسار سید احتشام الدین احمد کٹکی جمشید پور

رپورٹ مجلس مشاورت بقیہ صفحہ اوّل

خاصی تفصیل سے روشنی ڈالی اور اس سلسلہ میں ابتدائی مساعی اور ان کے نتائج سے نمایندگان کو آگاہ فرمایا۔ حضور نے فرمایا کہ ایک ایسا اعلیٰ درجہ کا پرنٹنگ پریس قائم کرنے کی ذمہ داری، جس میں دنیا کی مختلف زبانوں میں حسب ضرورت اسلامی کتابیں چھپ سکیں پاکستان کی جماعتہائے احمدیہ پر ہے اور براڈ کاسٹنگ سٹیشن قائم کرنے کی ذمہ داری بیرونی ملکوں کی جماعتوں پر ہے۔ حضور نے احباب کو تبلیغ اسلام کی غرض سے ان دونوں اہم کاموں کی تکمیل کے لئے خصوصیت سے دعائیں کرنے اور اس ضمن میں عاید ہونے والی ذمہ داریاں ادا کرنے کے لئے تیار رہنے کی تلقین فرمائی۔

خطاب جاری رکھتے ہوئے حضور نے مغربی افریقہ کے اپنے مجوزہ دورہ کا بھی ذکر فرمایا اور بتایا کہ ماہِ شہادت میں وہاں جانے کا پروگرام ہے۔ حضور نے اس دورہ کی کامیابی کے لئے بھی خصوصیت سے دعائیں کرنے کی تلقین فرمائی نیز بعض دوستوں کی متعدد خوابوں کی بناء پر منافقوں کے ضرر سے جماعت کے محفوظ رہنے، راستہ کی مشکلات کے دور ہونے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی حالیہ بشارتوں کے پورا ہونے کے لئے بھی خصوصی دعائیں کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ جب اپنے بندوں کو کسی بشارت سے نوازتا ہے تو وہ ان پر کچھ ذمہ داریاں بھی عاید کرتا ہے۔ بشارت تو ایک کام کے خوشکن نتیجے اور انجام کی نشاندہی کرتی ہے۔ جہاں تک بندوں کا تعلق ہے اس نتیجے اور انجام کے لئے جتنی کوشش کی ضرورت ہے اس میں انہیں کسر اٹھا نہیں رکھنی چاہیئے۔ اور جتنی دعاؤں کی ضرورت ہے وہ دعائیں کرنے میں بھی انہیں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرنا چاہیئے۔ بہرحال بشارتوں کے پورا ہونے کے لئے بھی دعا اور تدبیر کو کمال تک پہنچانا ضروری ہوتا ہے۔

اس روح پرور اور ایمان افروز خطاب کے آخر میں حضور نے دعائیہ کلمات کہتے ہوئے فرمایا کہ

اللہ تعالیٰ نے اس وقت فرشتوں میں جو ایک تیز حرکت جاری کی ہے وہ ہمیں اس کے مطابق قربانیاں کرنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہم اس کے حضور سُرخرو ٹھہریں

حضور نے فرمایا

اگر آج ہم نے خدا تعالیٰ اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے منہ موڑا تو پھر نہ اس دنیا میں اور نہ اُس دنیا میں ہمارا کوئی ٹھکانا ہوگا۔ پھر اللہ سے دعا ہے کہ وہ افریقہ کے لوگوں کو بھی توفیق دے کہ وہ نور کی طرف بڑھیں اور اس طرح اپنے لئے بھی عزت کے سامان کریں اور باقی دنیا کیلئے بھی +

اعلان برائے مبلغین و معلمین وقفِ جدید

مبلغین و معلمین سلسلہ احمدیہ کو علم ہوگا کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے وقفِ جدید کے چندے کو اطفال الاحمدیہ اور ناصرات الاحمدیہ پر لازمی قرار دیا ہے اور حضور کا ارشاد ہے کہ کوئی بچہ یا بچی وقفِ جدید کے جہاد سے محروم نہ رہے۔ اور اس سلسلہ میں یہ بھی ارشاد ہے کہ مبلغین اور معلمین سلسلہ پر اطفال الاحمدیہ اور ناصرات الاحمدیہ نیز سات سال سے کم عمر احمدی بچوں کو اس جہاد میں شامل کرنے کی ذمہ داری ہے۔

محترم مبلغین اور معلمین جانتے ہیں کہ ہر کام کے لئے مرکز سے انسپکٹر نہیں جا سکتے اور وہ بھی خدا کے فضل سے مرکزی نمایندے ہیں اس لئے انہیں چاہیئے کہ اپنی نگرانی میں اپنے حلقہ جات کی فہرستیں تین قسم کی یعنی

۱۔ سات سال سے کم عمر کے بچوں کی ۲۔ اطفال الاحمدیہ کی ۳۔ ناصرات الاحمدیہ کی

مرتب کرکے روانہ فرمائیں۔ اور ہر ایک بچے کے ذمہ مبلغ چھ روپے سالانہ عاید کرکے وعدہ جات اور وصولی کی تفصیل دفتر وقفِ جدید کو بھجوائیں۔ علاوہ ازیں مقامی سیکرٹریانِ مال و وقفِ جدید پر زور دیں کہ وہ باقاعدگی کے ساتھ اس چندہ کی وصولی کرکے مرکز میں بھجوائیں

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ۔ قادیان

اعلان

جماعتِ احمدیہ کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ شیخ محمد موسےٰ صاحب احمدی آف کیرنگ (اڑیسہ) کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان کی بے راہ روی اور مرکزی حکم عدولیوں اور بعض دیگر نازیبا حرکات کے باعث اخراج از جماعت اور مقاطعہ کی سزا دی ہے۔ احباب جماعت ان کے بارہ میں اس فیصلہ کی پوری پوری پابندی فرمائیں

ناظر امور عامہ قادیان

اداریہ بقیہ صفحہ اوّل

تکرار نشان والی بات کے ساتھ ہی اگر بخاری شریف کی حدیث لَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ عِنْدَ الثُّرَیَّا لَنَالَهُ رِجَالٌ اَوْ رَجُلٌ مِنْ ھٰؤُلَاءِ میں مذکور الفاظ رِجَالٌ اَوْ رَجُلٌ بصیغہ جمع و مفرد کی معنویت پر نظرِ غائر ڈالی جائے تو ایک ہی قسم کے نشان کے بار بار ظہور پذیر ہونے کی ایک اور پُر لطف حقیقت اس طرح سامنے آ جاتی ہے کہ جیسے جیسے یہ جوانمرد اپنے اپنے وقت پر اصلاح و ارشاد کے لئے قدرتِ حق کی طرف سے کھڑے کئے جاتے رہیں گے اسی کے مطابق ان کی صداقت کا اعلان کرنے کے لئے آسمان پر ایسے نشان وقتاً بعد وقتٍ ظہور پذیر ہونے رہیں گے اور انہی میں سے دمدار تارے کا یہ تکرار طلوع بھی ہے جسے آج بھی ہم ایک بار پھر مشاہدہ کر رہے ہیں۔

اگرچہ دنیا میں برکت یا نحوست برسانے میں کسی ستارے کا اپنا کوئی تعلق نہیں تاہم یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جس طرح افقِ مشرق سے ہر روز طلوع ہونے والا آفتاب دن کی آمد کی خبر دیتا ہے اسی طرح یہ ستارہ بھی اپنے اندر دنیا میں غیر معمولی انقلابات آنے کی خبر رکھتا ہے۔ اور ایسے عظیم انقلابات نتیجۃً مومنوں کے لئے خوشی اور برکت کا موجب ہوتے ہیں۔ مگر ساتھ ہی منکرین کے لئے انذار کا پہلو بھی رکھتے ہیں۔ کما قال المسیح الموعودؑ

نیک کو کچھ غم نہیں گو بڑا گرداب ہے

جہاں تک مخصوص رنگ میں جماعتِ احمدیہ کا تعلق ہے خدا کے فضل سے رونما ہونے والے انقلابات ہر طرح پر موجب برکت ہی ہیں۔ بلکہ ان برکات کا ظہور اب تو عیاں طور پر سامنے آ رہا ہے جب کہ اسی پرچہ میں شائع ہونے والی مجلس مشاورت ربوہ کی ایک رپورٹ کے ضمن میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے ایمان افروز خطاب سے ظاہر ہے۔ اسی طرح حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا حالیہ سفر مغربی افریقہ اور وہاں کی جماعتہائے احمدیہ کا دورہ بھی بفضلہ تعالیٰ جماعت کی توسیع و ترقی کا پیش خیمہ ہے۔ یہ وہ افضال الٰہیہ ہیں جو بڑے تفضل سے قبل ہر روز ہی جماعت پر نازل ہو رہے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی کمیت و کیفیت کو بڑھاتا چلا جائے۔ اور حضور انور کے اس سفر کو خصوصیت کے ساتھ موجب برکت و فضل بنائے۔ اور حضور کو صحت و سلامتی کے ساتھ فائز المرام واپس لائے۔ آمین۔

سورۃ البقرہ کی ابتدائی سترہ آیات حفظ کرنے والی لجنات بھارت

اپنی لجنہ کی رپورٹ جلد از جلد بھجوائیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تحریک سورۃ البقرہ کی ابتدائی سترہ آیات حفظ کرنے کے لئے تمام لجنات کو مرکز کی طرف سے خطوط کے ذریعہ اطلاع دی جا چکی ہے۔ نیز اخبار بدر کے ذریعہ بھی اطلاع ہو چکی ہے لیکن افسوس کہ قادیان کے علاوہ کسی لجنہ کی طرف سے رپورٹ نہیں ملی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی یہ تحریک ایک روحانی تحریک ہے۔ ان آیات میں متقی مومنوں اور کافروں اور ساتھ ہی منافقین کا ذکر ہے۔ جہاں مومنوں کی صفات کا ذکر کیا گیا ہے وہاں منافقین کے بارے میں ان سترہ آیات میں زیادہ تفصیل بیان کی گئی ہے اور قرآن مجید کے ابتداء میں ہی ان کے حالات سے باخبر کیا گیا ہے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو حفظ کرنے اور ان کا ترجمہ یاد کرنے اور تفسیر پڑھنے کی طرف جماعت کو توجہ دلائی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:-

"میرے دل میں یہ خواہش شدت سے پیدا کی گئی ہے کہ قرآن کریم کی سورۃ البقرہ کی ابتدائی سترہ آیتیں جن کی میں نے ابھی تلاوت کی ہے ہر احمدی کو یاد ہونی چاہیئں اور جس حد تک ممکن ہو ان کی تفسیر بھی آنی چاہیئے اور پھر ہمیشہ دماغ میں وہ مستحضر بھی رہنی چاہیئے .... مجھے آپ کی سعادتمندی اور جذبۂ اخلاص اور اس رحمت کو دیکھ کر جو ہر آن اللہ تعالیٰ آپ پر نازل کر رہا ہے، امید ہے کہ آپ میری روح کی گہرائی سے پیدا ہونے والے اس مطالبہ پر لبیک کہتے ہوئے ان آیات کو زبانی یاد کرنے کا اہتمام کریں گے۔ مرد بھی کریں گے عورتیں بھی یاد کریں گی۔ چھوٹے بڑے سب ان سترہ آیات کو ازبر کریں گے"

(الفضل یکم اخاء (اکتوبر) ۱۳۴۹ ہش / ۱۹۶۹ء)

پس میں تمام لجنات بھارت سے درخواست کروں گی کہ اپنی اپنی لجنہ کی تمام ممبرات اور ناصرات کی تمام ممبرات کو سورۃ البقرہ کی ابتدائی سترہ آیات حفظ کروا کر جلد از جلد رپورٹ بھجوائیں تا ان کے نام حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں دعا کے لئے پیش کئے جا سکیں

(سیدہ) امۃ القدوس

صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان

مدرسہ احمدیہ میں نئے سال کا داخلہ اور احباب جماعت کا فرض

جماعت کی تعلیمی و تبلیغی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مدرسہ احمدیہ کا خود اجراء منظور فرمایا تھا۔ چنانچہ اس نہایت ہی مفید اور بابرکت درسگاہ کی افادیت احباب جماعت سے مخفی نہیں رہی ہے۔ کہ اس مقدس درس گاہ کو ہی یہ شرف حاصل ہے کہ اب بفضلہ تعالےٰ بڑے بڑے رؤسا۔ گورنر اور سلاطین اس درس گاہ کے تربیت یافتہ مبلغین کے ساتھ بڑے فخر کے ساتھ ملاقات کرتے ہیں۔ اب جماعت کی روز افزوں ترقی کے پیش نظر مبلغین کی ضرورت دن بدن بڑھ رہی ہے۔ جسے پورا کرنے کے لئے احباب جماعت ہائے احمدیہ بھارت سے درخواست ہے کہ وہ اپنے بچوں کو خدمتِ دین کے لئے وقف کر کے مدرسہ احمدیہ میں داخل کروائیں۔

پہلی جماعت کا داخلہ حسب دستورِ سابق عنقریب شروع ہونے والا ہے۔ خواہش مند احباب کے لئے زریں موقعہ ہے جلد توجہ فرمائیں۔ فارم دفتر نظارت ہذا سے منگوا کر بواپسی ڈاک یہ فارم مکمل کر کے دفتر ہذا کو واپس بھجوا دیں۔ اس ضمن میں مندرجہ ذیل امور ضرور ذہن نشین کر لئے جاویں :-

(۱) بچے کا ہائر سیکنڈری یا کم از کم مڈل پاس ہونا ضروری ہے۔

(۲) بچہ قرآن مجید ناظرہ اور اُردو زبان روانی کے ساتھ پڑھ سکتا ہو۔

نوٹ :- حسب دستورِ سابق امسال بھی صدر انجمن احمدیہ نے مدرسہ احمدیہ کے لئے چار وظائف منظور فرمائے ہیں۔ جو طلباء کی ذہنی اخلاقی اور اقتصادی حالت کو مدنظر رکھ کر دیئے جائیں گے۔

داخلہ حافظ کلاس

مدرسہ احمدیہ میں حافظ کلاس کا بھی باقاعدہ طور پر انتظام ہے۔ اور اس کلاس میں بھی ذہین طلباء (جو قرآن مجید ناظرہ روانی کے ساتھ پڑھ سکتے ہوں اور عمر بھی دس بارہ سال سے متجاوز نہ ہو۔) لئے جائیں گے۔ ہونہار اور مستحق طلباء کو وظیفہ بھی دیا جائے گا۔ اور اس کے لئے بھی ماہ شہادت ۱۳۴۹ ہش (اپریل ۱۹۷۰ء) کے اوائل تک درخواستیں وصول کی جائیں گی۔

احباب فوری توجہ فرمائیں

ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان

مجاہدین تحریک جدید توجہ فرمائیں !!

انجمن تحریک جدید کا مالی سال ماہ شہادت (اپریل) کے آخر پر ختم ہو رہا ہے۔ اور ابھی اس کے بجٹ آمد (میزانیہ) میں تقریباً گیارہ ہزار روپیہ کی کمی ہے۔ سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد ہے کہ بجٹ پورا کرنے کی کوشش کی جائے۔ سو احباب خاص توجہ دیکر چندہ تحریک جدید سال کے اختتام سے قبل بھجوائیں۔

بطور تحدیث بالنعمت اور دعاؤں کے لئے ان احباب کے اسماء درج کئے جاتے ہیں جنہوں نے ماہ صلح (جنوری) سے لیکر اس وقت تک ایک سو یا اس سے زیادہ روپیہ ادا فرمایا ہے۔ اللہ تعالےٰ قبول فرمائے۔ اور سب کو اپنی برکات سے نوازے آمین۔

اسماء احباب	رقم
مکرم سیٹھ محمد حسین صاحب کلکتہ	۱۹۰۰-۰۰
" سید علام الدین صاحب سونگھڑہ	۱۵۰-۰۰
" سید یعقوب الرحمن صاحب "	۲۰۰-۰۰
" سید محی الدین صاحب رانچی	۴۹۰-۰۰
" خاندان سیٹھ رشید احمد صاحب حیدرآباد	۲۵۰-۰۰
" " حمید احمد صاحب "	۱۸۱-۰۰
" " مسعود احمد صاحب "	۲۵۰-۰۰
" " فاضل کریم علی صاحب "	۱۲۵-۰۰
" " سیٹھ سید حسین صاحب "	۳۰۰-۰۰
" " عبد العزیز خان صاحب "	۲۵۰-۰۰
" سیٹھ محمد معین الدین صاحب "	۴۰۰-۰۰
" سیٹھ محمد بشیر الدین صاحب "	۱۰۲-۰۰
" عبد الواحد صاحب انصاری "	۱۰۰-۰۰

اسماء احباب	رقم
مکرم احمد حسین صاحب حیدرآباد	۱۱۱-۰۰
" مہر دین صاحب سکندرآباد	۱۱۱-۰۰
" خاندان سیٹھ محمد الیاس صاحب یادگیر	۱۴۰۰-۰۰
" " سیٹھ نثار احمد صاحب "	۱۵۰۰-۰۰
" محمد عثمان صاحب پرنس "	۱۰۰-۰۰
" خاندان سیٹھ محمد معین الدین صاحب چنتہ کنٹہ	۱۲۱۵-۰۰
" " سیٹھ محمد اسماعیل صاحب " "	۶۵۶-۰۰
" ڈاکٹر محمد عابد صاحب قریشی شاہجہانپور	۱۰۰-۰۰
" ایس۔ ایم شہاب احمد صاحب کینیڈا	۲۲-۰۰

بدر کا قرآن کریم نمبر

ہفتہ تعلیم القرآن کے سلسلہ میں ادارہ بدر انشاء اللہ تعالےٰ مورخہ ۲۳ شہادت کو قرآن کریم نمبر شائع کریگا۔ اس خصوصی شمارہ کیلئے جن احباب کو قلمی اعانت کی دعوت دی گئی تھی اُن کی فوری توجہ کی ضرورت ہے۔

(ایڈیٹر)

درخواست دعا

خاکسار کے خسر محترم سید محمود علی صاحب آف کرنول (آندھرا) کافی عرصہ سے گردوں کی خرابی اور حرارت کے باعث صاحب فراش ہیں اور بہت کمزور ہو گئے ہیں جملہ احباب جماعت اور بزرگان کرام سے اُن کی بحالی صحت اور درازی عمر کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار : محمد کریم الدین شاہد مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

یہ خیال فرمایئے

کہ آپ کو اپنی کار یا ٹرک کے لئے اپنے شہر سے کوئی پرزہ نہیں مل سکتا اور یہ پرزہ نایاب ہو چکا ہے۔ آپ فوری طور پر ہمیں لکھیئے یا فون یا ٹیلیگرام کے ذریعہ رابطہ پیدا کیجئے! کار اور ٹرک پٹرول سے چلنے والے ہوں یا ڈیزل سے ہمارے ہاں ہر قسم کے پرزہ جات دستیاب ہو سکتے ہیں !!

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگو لین کلکتہ ۱

AUTO TRADERS 16 MANGOE LANE CALCUTTA-1

تار کا پتہ { "Autocentre" } فون نمبرز { 23-1652 / 23-5222 }

سپیشل گم بوٹ

جن کے آپ عرصہ سے متلاشی ہیں

مختلف اقسام، دفاع۔ پولیس۔ ریلوے۔ فائر سروسز۔ ہیوی انجینئرنگ۔ کیمیکل انڈسٹریز۔ مائنز۔ ڈیریز۔ بلڈنگ شاپس اور عام ضرورت کے لئے دستیاب ہو سکتی ہیں !!

گلوب ربڑ انڈسٹریز

★ آفس و فیکٹری : ۱۰۔ رگھورام سرکار لین کلکتہ ۱۵ — فون نمبر ۲۴-۳۲۷۲

★ شوروم : ۳۱/۱۰ لوئر چیت پور روڈ کلکتہ ۱ — فون نمبر ۳۴-۰۴۰۱

★ تار کا پتہ : گلوب ایکسپورٹ "GLOBE EXPORT"

چھٹا جلسہ سالانہ کیرنگ

جماعت احمدیہ کیرنگ کا چھٹا جلسہ سالانہ انشاء اللہ العزیز مورخہ ۱۸، ۱۹ شہادت ۱۳۴۹ ہش مطابق ۱۸، ۱۹ اپریل ۱۹۷۰ء بروز ہفتہ و اتوار منعقد ہو رہا ہے۔ جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان اور خصوصاً اڑیسہ کی جماعتوں سے گزارش ہے کہ اس خالص مذہبی اور روحانی جلسہ میں شرکت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ قیام وطعام کا انتظام جماعت ہذا کے ذمہ ہو گا۔

خاکسار : بشیر خان
صدر جماعت احمدیہ کیرنگ (اڑیسہ)

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی اور تزکیہ نفس کرتی ہے